ماهنامہ
مجلة الحقيقة

صلاح الدین ایوبیؒ کے بیٹے کہاں ہیں؟

اسرائیلی فوج کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی

حضرت سیدنا عثمان غنیؓ کی حقانیت

حضرت سیدنا فاروقِ اعظمؓ کی کرامات

شیرانِ اسلام

یارسول اللہ ﷺ کے نعروں کی گونج میں

تحریک جہاد 111 بریگیڈ کی کامیاب کاروائی

عیسائیت کی خفیہ سرنگ

قربانی کیا ھے؟

قربانی کے ضروری مسائل

۲۳ مارچ یوم تجدید عہد

حمد و نعت

وہ اللہ یہ اس کا بندہ ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا
وہ اس کا ' یہ سب کا مولا ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا

وہ خالق ہے کون و مکان کا ' یہ باعث تخلیق جہاں کا
وہ صانع ' یہ گویا منشاء ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا

اس کی ربوبیت کا جلوہ ' تارا تارا ' ذرہ ذرہ
اس کی رحمت بھی ہے ہر جا ' وہ بھی یکتا یہ بھی یکتا

اس کی محبت اس کی محبت ' اس کی اطاعت اس کی اطاعت
جو اس کا ' وہ بندہ اس کا ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا

اس کی رضا میں اس کی رضا ہے ' اس کی عطا ہی اس کی عطا ہے
وہ مقصود ہے ' یہ ہے وسیلہ ' وہ بھی یکتا یہ بھی یکتا

عقل کبھی کثرت میں الجھی ' مثلیت کے دام میں آئی
چیخ اٹھی جب اٹھا پردہ ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا

آسی راہ سے بھٹکے کیونکر ' شرک و کفر میں اٹکے کیونکر
شیخ نے دل میں یہ نقش جمایا ' وہ بھی یکتا ' یہ بھی یکتا

محمد حسین آسی

يٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَ اغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ
اے نبی! جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو۔ (التوبہ: ۷۳)

ماہنامہ

مجلة الحقيقة

ذوالحجہ ۱۴۲۱ھ مارچ ۲۰۰۱ء
جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر ۶

زیر سرپرستی
مفکر اسلام
حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی

اس شمارے میں

فی پرچہ : 10 روپے
سالانہ : 100 روپے

برائے رابطہ: محمد آصف نقشبندی
انچارج دفتر الحقیقة نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ

پبلشر پروفیسر محمد حسین آسی نے عظیم علیم پرنٹرز داتا دربار مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر شیرانِ اسلام نقش لاثانی نگر، شکر گڑھ (نارووال) سے شائع کیا۔

پروفیسر محمد حسین آسی

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج

الحمد للہ حج کا موسم آ گیا ہے ساری دنیا سے حاجی اپنے اللہ کا گھر اور اپنے نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کا روضہ پر نور دیکھنے کے لئے جوق در جوق کارواں در کارواں دیار حبیب علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی طرف نہایت ہی ذوق وشوق سے رواں دواں ہیں اور وہ وعدہ پورا ہوتا ہم ہی اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں جو رب جلیل جل جلالہ نے اپنے پیارے خلیل علیہ السلام سے کیا تھا۔ ذرا تصور کیجئے جس وقت جدالانبیاء حضرت ابراہیم اور ان کے فرزند گرامی حضرت اسماعیل علیہ السلام کو طواف و اعتکاف کرنے والوں کے لئے جو ایک گھر بنانے کا حکم ہوا تھا تو اس سرزمین کا جو نقشہ تھا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہے۔

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ٥ ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون٥ (ابراہیم-٣٧)

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک ایسی وادی میں بسادی ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی' تیرے حرمت والے گھر کے پاس (اسے ٹھہرایا ہے) اے ہمارے رب! اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں اور انہیں کچھ پھل کھانے کو دے تا کہ وہ احسان مانیں۔

گویا وادی تو واقعی ایسی ہے کہ رزق کے ظاہری اسباب یہاں نہیں' کھیتی باڑی بھی اس زمین کے لائق نہیں اس مقدس ومحترم گھر کے نزدیک ٹھہرانے کا مقصد یہی ہے اللہ کے حضور جھکے رہیں اور عبادات سے شغف رکھیں دعا میں یہ التجا بھی شامل کر دی گئی کہ یہ زمین جس میں بظاہر کوئی ایسی کشش نہیں' کچھ لوگوں کے دل بھی اس کی طرف مائل ہونے چاہئیں اور ان کے رزق کا بندوبست بھی ہونا چاہیے۔

چنانچہ جس خلیل علیہ السلام نے اپنے رب کا حکم مانا تھا رب نے بھی اس کی ہر دعا قبول فرمائی وہاں بستی بھی بس گئی' ہمیشہ لوگوں کی ایک تعداد اس کی طرف مائل بھی رہی اور وہاں ہر قسم کے رزق بھی مہیا کر دیئے گئے۔

جہاں تک لوگوں کے اس گھر کی طرف مائل ہونے کا تعلق ہے' اس کی صورت یہ ہوئی کہ ابراہیم علیہ السلام کو دنیا بھر کے لوگوں کو حج کے لئے بلانے کا حکم ہوا' آپ نے کوہ بوقبیس پر کھڑے ہو کر چاروں طرف ایک ایک آواز دی کہ اللہ کے بندو! اللہ کے گھر کی طرف آؤ۔ قیامت تک پیدا ہونے والوں نے یہ آواز سنی' جس نے جتنی بار لبیک کہا وہ اتنے ہی حج کرے گا۔ (تفاسیر) قرآن پاک نے اس واقع کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

واذن فی الناس بالحج یاتوک رجالاً وعلیٰ کل ضامر یاتین من کل فج عمیق٥ (الحج-٢٧)

ترجمہ: اور لوگوں میں حج کی عام ندا کر دے وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہے۔ (کنز الایمان)

دیکھئے پیغمبر خدا علیہ التحیۃ والثنا کی دعاؤں کی قبولیت کا عالم۔ آج جب عموماً لوگ مادہ پرستی کا شکار ہو گئے ہیں۔ ہوس زر اور جمع زر کا بھوت دل و دماغ پر سوار ہے۔ اس گئے گزرے دور میں بھی متقی اور صالح لوگ ہی نہیں' گنہگار مسلمان بھی دل و جان سے حج کا فریضہ ادا کرنے کا آرزومند رہتا ہے بلکہ حیرت ہے

قرآن پاک میں ہے واذ ابتلی ابراھیم ربہ بکلمت فاتمھن (البقرہ ١٢٤) ترجمہ: اور جب ابراہیم کو اس کے رب نے کچھ باتوں سے آزمایا تو اس نے وہ پوری کر دکھائیں۔

نماز جو افضل عبادت ہے کا پابند نہ ہونے کے باوجود بھی کعبہ مقدسہ کا حج اس کا عنوان تمنا بنا رہتا ہے خصوصاً جب کہ حج کے اخراجات بھی سال بہ سال بڑھتے جاتے ہیں دل کا یہ شوق و ذوق بھی کسی دینوی مصلحت و منفعت کو خاطر میں نہیں لاتا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان مقبول دعاؤں کا نچوڑ ان کی آخری دعا میں ہے۔ عرض کرتے ہیں۔

ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۝ (البقرہ-۱۲۹)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے جو ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں کتاب و حکمت سکھائے اور انہیں خوب پاک کرے بیشک تو ہی غالب و حکیم ہے۔

یہ دعا حاصل دعوات تھی اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کائنات اس محبوب مزکی نے قرآن سنا سنا کر اور کتاب و حکمت سکھا سکھا کر لوگوں کے قلب و روح کو ہی پاک نہیں اس گھر سے بتوں کو نکال کر اسے بھی پاک و صاف کیا۔ غرض حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جس مقصد کے لئے اس خانہ خدا کی تعمیر کی تھی اسے پورا کرنے کے لئے بھی عظیم ترین رسول کی ضرورت تھی۔

چنانچہ یہ گھر سب سے بڑا گھر ہے تو یہ رسول سب سے بڑا رسول ہے یہ گھر گھروں میں سب سے اول ہے تو یہ رسول خلقت میں سب سے اول سے ہے یہ گھر اگر مکہ معظمہ میں ہے تو اس رسول کا مولد بھی یہی شہر مبارک ہے یہ گھر اگر ھدیٰ للعالمین (تمام جہانوں کے لئے مرکز ہدایت) ہے تو یہ رسول مقدس و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی رحمتہ للعالمین (تمام جہانوں کے لئے رحمت و راحم) ہے۔

جب اس گھر کی ہدایت کسی خاص قوم کے لئے مخصوص نہیں اور اس رسول کی رحمت زمان و مکاں کی وسعتوں کو محیط ہے تو ان کا فیض کیوں محدود ہو۔ مگر یہ تو ایک دعویٰ ہے اور اس کی دلیل؟ اس کی دلیل کے لئے کسی لمبے چوڑے غور و فکر کی ضرورت نہیں' حکماء و فلاسفہ کو سر جوڑ کر بیٹھنے کی ضرورت نہیں' کسی مراقبے و مکاشفے کی ضرورت نہیں ہے کھلی آنکھوں سے یہ نظارہ آج بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ اہل ایمان روئے زمین کے کن دور دراز گوشوں سے اور کس ذوق و شوق سے اس گھر کی طرف پروانہ وار چلے آتے ہیں۔ واللہ انسانوں کو اکٹھا کرنے کا یہ اہتمام کسی اور دین' کسی اور نظام اور کسی نظریہ حیات میں متصور بھی نہیں۔ جس محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان کیا۔

اے انسانو! تمہارا رب (اللہ) ایک ہے۔

اسی کریم نے اعلان فرمایا۔

اے انسانو! تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے ایک رب کے بندوں اور ایک باپ کے بیٹوں میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیے یہ ہے اسلام کا فلسفہ توحید انسانیت جہاں ذات پاک کے تمام جھگڑے غلط اور رنگ و نسل کے تمام امتیازات باطل ٹھہرتے ہیں یہ پیغام کہاں سے چلا' رب العالمین کے اس گھر سے جو فی الواقع ھدیٰ للعالمین ہے یہ اعلان کس نے کیا' رب العالمین کے سب سے پیارے اور سب سے بڑے رسول جو فی الواقع رحمتہ للعالمین ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور یہ تعلیم کس کتاب میں ہے اللہ کی آخری کتاب قرآن مقدس میں جو فی الواقع ذکر للعالمین ہے۔ کیا اس میں کوئی شک ہے کہ اللہ نے جو چاہا اور اس کے رسول نے جو تعلیم دی اس کے مطابق آج بھی اپنی گوناگوں کمزوریوں اور قسما قسم کوتاہیوں کے باوجود وحدت انسانی کا یہ جیتا جاگتا نظارہ ملت اسلامیہ کے اس مرکز کے سوا کہیں نظر نہیں آ سکتا۔

قریشی ہو یا حبشی عربی ہو یا عجمی ہو ایشیائی ہو یا یورپی' افریقی ہو یا امریکی سب کا ایک لباس جسے احرام کہتے ہیں سب کی ایک زبان لبیک اللھم لبیک سب کا ایک قبلہ جسے قرآن نے مثابۃ للناس (سب انسانوں کیلئے مرجع) فرمایا۔

انسانی حقوق کی عظمت کے گیت گانے والے تہذیب حاضر کے فرزندو! امریکی گماشتو' یورپین فلسفیو! اگر تم واقعی انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنا چاہتے ہو تو رب العالمین کے بندے بن جاؤ اور رحمتہ للعالمین کے در کے گدا' امن کی بھیک اسی صورت میں مل سکتی ہے اور دنیا کو ظلم و ستم سے پاک کرنے کی یہی تدبیر ہے۔ اگر واقعی تمہارے دل میں انسان کا درد ہے' تو منافقت چھوڑ کر' عالمی کفن چوروں کی جماعت انجمن اقوام متحدہ کی دہلیز پر سر جھکانے کی بجائے' آؤ انسانوں کے

خالق و مالک کی کتاب ہدایت کی طرف آؤ اس منشور آزادی و مساوات کی طرف جسے قرآن مجید کہا جاتا ہے اور آؤ اس رحمۃ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ عرش پناہ کی طرف جو انسان کا سب سے بڑا ہادی' سب سے بڑا مرجع اور سب سے بڑا غمخوار ہے۔

اے امن پسندو آ جاؤ سرکار کے دامن رحمت میں — اس چارہ گر ہستی کے سوا انسان کا کوئی بھی چارہ نہیں

اور اگر تم اس بات کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہو تو صاف ظاہر ہے تم انسانیت کے دکھوں کا مداوا کرنے میں مخلص نہیں ہو بلکہ تمہارے مخلص نہ ہونے کے لئے بھی خاص دلیل کی ضرورت نہیں' اظہر من الشمس ہے تم نے جنگ عظیم اول میں کیا کیا۔ جنگ عظیم دوم میں کیا کیا' تم نے بوسنیا میں کیا کیا' فلسطین' چیچنیا' کشمیر میں کیا کر رہے ہو۔ ہاں ہاں انسانی حقوق کا صرف نعرہ ہے جو تمہاری زبان پر ہے ورنہ انسانی حقوق کا شعور اور منشور دیا ہی اسلام نے ہے یہ جمہوریت جس کے تم شیدائی نظر آتے ہو' اس کی اولین اور بہترین صورت اسلام کی دی ہوئی ہے۔ مجاہدین کو دہشت گرد کہنے والے دہشت گردو تمہارے اندر کچھ اور ہے اور باہر کچھ اور' انسانیت کا سب سے بڑا سرمایہ ایمان اور اخلاص ہے اور تم ایمان سے بھی محروم ہو' اخلاص سے بھی۔ آؤ اللہ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں تمہیں ایمان بھی ملے۔ اخلاص بھی' ان دولتوں کا صرف ایک ہی وسیلہ ہے اور وہ رحمۃ للعالمین کی ذات پاک ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

مختصر یہ کہ حج آج بھی اسلام کے عالمگیر پیغام کا ایک عظیم مظہر ہے۔ حج کے ذریعے نسلی برتری' ذاتی تفوق اور غرور و تکبر کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔ انسان پاک وصاف ہو جاتا ہے تو حکم ہوتا ہے جاؤ اس حبیب کو بھی سلام کر آؤ جو خدا کے گھر کو پاک کرنے والا اور تمہیں بھی پاک کرنے کے لئے اس کی طرف بلانے والا ہے۔ حج سے گناہ دھلتے ہیں اور اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری سے دل دھلتے ہیں ہاں ہاں خدا کے تواب و رحیم ہونے کا جلوہ اسی محبوب کے آستانے پر نظر آئے گا اور شفاعت کی مہر بھی یہیں لگے گی بلکہ صاحب کوثر کے آستانے پر لاتثر کا مفہوم واشگاف ہوگا۔

وہ کریم ہیں یہ سرور کہ لکھا ہوا ہے در پہ — لینے ہوں دو عالم وہ امیدوار آئے

حج ایک صوفی کی نظر میں

اوپر جو کچھ بیان ہوا اسے حج کا فلسفہ کہہ سکتے ہیں' مگر حج کی حقیقت کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لئے سلطان الاصفیاء داتا گنج بخش ہجویری قدس سرہ کی کتاب مستطاب "کشف المحجوب" کا ایک اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔ یہاں سے بھی معلوم ہو جائے گا کہ وہ صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم جنہیں الدعوۃ کا اور نام نہاد لشکر طیبہ کا امیر مشرک کہنے سے نہیں شرماتا' اسلام کی اصل روح کو کس حد تک سمجھتے تھے اور ان کا فکری و عملی پہلو دوسروں کی بہ نسبت کتنا مضبوط تھا۔

داتا صاحب قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کوئی شخص حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا۔ آپ نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ عرض کی میں حج کے لئے گیا ہوا تھا۔ پوچھا کیا حج کر لیا؟ بولا "جی ہاں" پوچھا کیا گھر اور وطن چھوڑتے وقت سب گناہوں کو بھی چھوڑا۔ بولا نہیں فرمایا تم نے وطن سے سفر نہیں کیا' اچھا جب تم گھر سے نکلے اور رات کے وقت کسی جگہ قیام کیا تو کیا طریقہ حق (یا تزکیہ قلب) کی بھی کوئی منزل طے کی بولا نہیں فرمایا تو نے کوئی منزل طے نہیں کی اچھا جب تم نے میقات پر احرام باندھا تو کیا اپنی صفات بشری سے بھی نکل آئے تھے' (یعنی معمول کا لباس اتارنے کا مقصد ہے مذموم صفات سے نکلنا) بولا نہیں۔ فرمایا تم نے احرام نہیں باندھا۔ اچھا جب تم عرفات کے میدان میں کھڑے ہوئے تو کیا کشف و مشاہدہ میں کھڑا ہونا بھی نصیب ہوا' بولا "نہیں" فرمایا تم عرفات میں کھڑے نہیں ہوئے۔ اچھا جب تم مزدلفہ میں گئے اور تمہارا مقصد پورا ہو گیا تو کیا اپنی نفسانی خواہشات کو بھی ترک کر دیا تھا' بولا "نہیں' فرمایا پھر تم مزدلفہ گئے ہی نہیں اچھا جب تم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو باطن کی آنکھ سے تنزیہہ کے مقام میں حق تعالیٰ کے جلوے دیکھے۔ بولا "نہیں' فرمایا پھر تم نے طواف نہیں کیا۔ اچھا! صفا و مروہ کے درمیان سعی کے دوران کیا تم نے صفا اور مروہ کا درجہ سمجھا' بولا "نہیں" فرمایا تم نے سعی بھی نہیں کی۔ اچھا جب تم منیٰ میں آئے تو کیا تمہاری حسرتیں ساقط ہو گئیں؟ بولا "نہیں' فرمایا تم منیٰ میں نہیں گئے اچھا جب قربان گاہ پر قربانی دی تو کیا خواہشات نفس کو بھی قربان کیا' بولا "نہیں" فرمایا تم نے قربانی بھی نہیں دی اچھا! جب تم نے کنکر پھینکے تو تمام نفسانی امور پھینک دیئے بولا "نہیں" فرمایا تم نے کنکر بھی نہیں پھینکے تمہارا حج بھی نہیں ہوا۔ جاؤ اور اس طریقے سے پھر حج کرو تا کہ مقام

ابراہیم کی کوئی جھلک پا سکو۔

بسنت کی حقیقت

یہ بات بڑے دکھ کی ہے کہ وطن عزیز کے حکمران اسلام دشمن طاقتوں سے عموماً مرعوب ان کے محکوم اور اپنے اقتدار کی بقا کے لئے ان کی رضاجوئی پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ موجودہ حکومت سے بڑی توقع تھی کہ یہ فکری طور پر آزاد اور جرأت مند ہوگی اور قوم کو امریکہ کی غلامی سے آزاد کرا لے گی مگر افسوس ایسا نہیں ہو سکا۔ امریکہ یہاں اسلامی تشخص مٹانے کے درپے ہے اور ہمارے حکمران بھی محض اس کی خوشنودی کے لئے بھارت جیسے ازلی دشمن کے ساتھ ذلت کی حد تک اس وقت پیار کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ وزرائے کرام کا انتخاب بھی بڑا ہولناک ہے۔ ان کی اکثریت اسلام بیزار اور نظریہ پاکستان کو تسلیم نہیں کرتی۔ وزیر خزانہ کی پالیسیاں نادانستہ نہیں بلکہ دانستہ طور پر ملک کو قرضوں کی معیشت میں زیادہ سے زیادہ الجھا رہی ہیں۔ چیف ایگزیکٹو کے بارے میں سنا تھا کہ حضرت حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں اور غیرت اسلامی ان کو وراثت میں ملی ہے مگر افسوس یہ بھی خواب و خیال سے زیادہ نہیں۔ محض چند غداروں کی ناز برداری کی خاطر کالا باغ ڈیم سے بھی عملاً دست بردار ہو چکے ہیں۔ این جی اوز کی سرکاری سطح پر سرپرستی ہو رہی ہے۔ یہ تمام حالات خدا کے غضب کو دعوت دینے والے ہیں کہ اب حکومت کے ذمہ دار لوگ بسنت کو جوش و خروش سے منانا چاہتے ہیں۔ بسنت کی اصل کیا ہے' اس سلسلے ۹ فروری ۲۰۰۱ء کے نوائے وقت سے جناب لیفٹیننٹ جنرل جاوید ناصر کی اپیل پیش کی جاتی ہے۔

آئی ایس آئی کے سابق سربراہ اور چیئرمین متروکہ وقف املاک بورڈ لیفٹیننٹ جنرل (ر) جاوید ناصر نے عوام سے اپیل کی ہے کہ وہ بسنت کا ہندووانہ تہوار نہ منائیں کیونکہ اس سے خدا مزید ناراض ہو گا۔ ایک اخباری بیان میں انہوں نے کہا کہ اللہ پہلے ہی اپنے احکام کی خلاف ورزی پر ناراض ہے۔ ہمیں بسنت کا ہندووانہ تہوار منانے کی بجائے اس پر خرچ کی جانے والی رقم اپنے مستحق بہن بھائیوں بالخصوص افغان عوام کو دے دینی چاہیے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ ماضی میں سیالکوٹ شہر کے ایک دینی مدرسہ میں زیر تعلیم ایک ہندو لڑکے حقیقت رائے نے مسلمان لڑکوں کے سامنے حضرت بی بی فاطمہؓ کے بارے میں نازیبا زبان استعمال کی اور اس پر قاضی کے مقدمے میں ہندو لڑکے حقیقت رائے کا سر قلم کرنے کی سزا دی گئی جسے لاہور شہر میں سر قلم کر کے جلا دیا گیا۔ راجہ رنجیت سنگھ کے بعد انگریز حکومت میں ۱۸۸۰ء میں حقیقت رائے کی سمادھی کو مندر باغبانپورہ بھوگی وال میں ارائیوں سے زمین خرید کر بنا دیا گیا۔ ہندو سکھ بسنتی کپڑے (شہیدی لباس) پہن کر یہ میلہ مناتے اور مذہب اسلام کو بدنام کرنے کے لئے بسنت (پتنگ بازی) کا تہوار مناتے تھے۔ بسنت کا میلہ دراصل اسی گستاخ اسلام حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تقسیم ہند سے پہلے روزنامہ زمیندار اور روزنامہ نوائے وقت اس تہوار کے سخت مخالف تھے اور دیندار مسلمان اپنے بچوں کو چھت پر چڑھ کر گڈی اڑانے سے باز کرتے تھے۔ بسنت میلہ ہندو حقیقت رائے کی سمادھی پر ۱۹۴۷ء سے پہلے مناتے تھے جس کو اب تک مختلف شیطانی حیلے بہانوں سے جاری رکھا ہوا ہے۔ پاکستانیوں کے لئے یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ہر سال مسلمان اس تہوار کو بہت دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اس تہوار پر کروڑوں روپے ہر سال ضائع ہو رہے ہیں۔ کیا یہ بے حسی کی انتہا نہیں کہ جو ملک کھربوں کا مقروض ہے اور جس کی حکومت مزید قرضے لے کر پرانے قرضوں کی ادائیگی کر رہی ہے اس ملک سے جو ہماری کرکٹ ٹیم سے میچ کھیلنا تک بھی پسند نہیں کرتا اس کے اداکاروں اور گلوکاروں کو بلا کر بسنت کو زبردست طریقے سے منانے کے انتظامات ہو رہے ہیں تمام بھائیوں اور بہنوں سے اپیل ہے کہ بسنت پر خرچ ہونے والی اس رقم کو جمع کر کے پسماندہ علاقوں میں غریبوں کے لئے دینی اور دنیاوی تعلیم کے سکول بنائے جائیں اور ہمسایہ ملک افغانستان کے بھائیوں کی مدد کی جائے جن کے پاس سردی سے بچنے کے لئے کمبل ہے نہ روٹی مزید یہ کہ پچھلے چند یوم سے بار بار نصف گھنٹہ اور گھنٹہ کے لئے بجلی کا تعطل جو پتنگیں اڑانے والے دھاتی تاروں کے استعمال سے ہو رہا ہے اس سے ملک کو لاکھوں اور کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ تمام پاکستانی مسلمان بھائی اور بہنیں ہندوؤں کے اس تہوار کو منانے کی بجائے یہ رقم افغان مہاجرین اور اپنے غریب بہنوں اور بھائیوں کے لئے عطیہ کریں گے اللہ رب العزت اپنے حکموں کی عدولی پر پہلے ہی قوم سے ناراض ہیں۔ بارشوں کا نہ ہونا زلزلوں کا آنا ان کی ناراضگی ظاہر کرتے ہیں۔ فضول خرچی اس کو سخت ناپسند ہے اور پتنگ بازی سراسر فضول خرچی ہے۔ حکومت کو بجائے پتنگ بازی کی پشت پناہی کے اس کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔

﴿قسط نمبر ۳﴾

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قرآنی اطلاقات

ہم نے احادیث شریفہ میں سے نمونے کے طور پر یہ چند مثالیں پیش کی ہیں، ورنہ اگر وہ تمام روایات جن میں بندوں کے کمالات اختیارات اور تصرفات کا ذکر ہے یا جن میں روزمرہ کے محاورات کے مطابق انہیں ایک دوسرے کا مددگار، حاجت پوری کرنے والا مشکل حل کرنے والا، دکھ درد کرنے والا کہا گیا ہے، صرف صحاح ستہ سے اکٹھی کی جائیں تو بھی ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے۔ وہابی جن اطلاقات پر شرک کا فتویٰ دیتے ہیں، حدیث تو حدیث خود قرآن پاک میں بھی خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ اگر از راہ انصاف انہیں پر غور کر لیا جاتا تو منکرین اولیاء عامۃ المسلمین کو مشرک و کافر کہنے کی جرأت نہ کرتے۔ صرف چند مثالیں یہاں درج کی جاتی ہیں۔ (مضمون سورۃ و آیت کا حوالہ)

۱- اللہ اور رسول نے غنی کر دیا۔

وما نقموا الا ان اغنھم اللہ ورسولہ من فضلہ

(ترجمہ) اور ان (منافقوں) کو کیا برا لگا سوا اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے دولتمند کر دیا۔ (التوبہ-۷۴)

۲- اللہ اور رسول نے نعمت دی

انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ (الاحزاب-۳۷)

(ترجمہ) اللہ نے اسے نعمت بخشی اور (اے نبی) تو نے اسے نعمت دی۔ (یعنی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۳- حضور سب مومنوں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں۔

ھو الذی بعث فی الامین رسولاً منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ۝ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۝ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم۝ (الجمعہ-۲،۳)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب اور حکمت کا علم سکھاتے ہیں اور بیشک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے ہیں جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

۴- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات اور مشکل کشائی۔

ویحل لھم الطیبت ویحرم علیھم الخبئث ویضع عنھم اصرھم والاغلل التی کانت علیھم (الاعراف-۱۵۷)

(ترجمہ) اور حلال کرے گا ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں۔

اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔

۵- اللہ، جبرائیل، نیک مومن اور فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار ہیں۔

فان اللہ ھو مولہ وجبریل وصالح المومنین والملئکۃ بعد ذلک ظھیر۝ (التحریم-۴)

(ترجمہ) سو بیشک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرائیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

نوٹ: طبرانی کی حدیث میں ہے کہ نیک مسلمان ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

۶- ثابت قدمی فرشتے دیتے ہیں۔

اذ یوحی ربک الی الملئکة انی معکم فثبتوا الذین امنوا (الانفال-۱۲)

(ترجمہ) جب اے محبوب تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت قدم رکھو۔

۷- فرشتے ہمارے حافظ ہیں۔

ویرسل علیکم حفظة (الانعام-۶۱) (ترجمہ) اللہ بھیجتا ہے تم پر نگہبانوں کو (مقصود ہیں فرشتے)

۸- کاروبار دنیا کی تدبیر فرشتے کرتے ہیں۔

فالمدبرات امراًo (النزعت-۵) (ترجمہ) پھر قسم ان (فرشتوں) کی کہ سب کاروبار دنیا کی تدبیر کرنے والے ہیں۔

نوٹ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کارروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔ عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام جبرائیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح و شکست دینا ان سے متعلق ہے) اور میکائیل باراں و روئیدگی پر مقرر ہیں (کہ مینہہ برساتے اور درخت گھاس اور کھیتی اگاتے ہیں، عزرائیل قبض ارواح پر موکل ہیں اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

(الامن والعلی بحوالہ معالم التنزیل شریف)

تفسیر بیضاوی شریف کے مطابق ان سے مراد اولیائے کرام کی وہ ارواح ہیں جو وصال کے بعد اور بھی طاقتور ہو جاتی ہیں۔

(الامن والعلی بحوالہ بیضاوی شریف)

۹- موت فرشتہ دیتا ہے۔

قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم (السجدہ-۱۱)

(ترجمہ) تو فرما دے تمہیں، موت دیتا ہے وہ فرشتہ مرگ جو تم پر مقرر ہے۔

۱۰- بندے بندوں کو رزق دیتے ہیں۔

واذا حضر القسمة اولوا القربی والیتمی والمساکین فارزقوھم وقولوا لھم قولاً معروفاً (النساء-۸)

(ترجمہ) جب ترکہ بانٹتے وقت قرابت والے یتیم اور مسکین آئیں تو تم انہیں رزق دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

ایک اور آیت میں یہاں تک فرمایا۔

ولا توتوا السفھآء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاماً وارزقوھم فیھا واکسوھم وقولوا لھم قولاً معروفاًo (النساء-۵)

(ترجمہ) نادانوں کو اپنے مال کو خدا نے تمہاری ٹیک بنائے ہیں نہ دو اور انہیں ان میں سے رزق دو اور کپڑے پہناؤ اور ان سے اچھی بات کہو۔ ۱

۱۱- محبوبان خدا شفاعت کے مالک ہیں۔

ولا یملکون الذین یدعون من دونه الشفاعة الا من شھد بالحق وھم یعلمونo (الزخرف-۸۶)

(ترجمہ) جنہیں مشرکین اللہ کے سوا پوجتے ہیں، ان میں شفاعت کے مالک صرف وہی ہیں جنہوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ (یعنی عیسیٰ و

ے اور دونوں معنی حجت ہیں کیونکہ حدیث پاک میں ہے القرآن ذو وجوہ (ابونعیم) یعنی قرآن کے کئی مفہوم رکھتا ہے۔

ے اب اس پر بھی غور کیجئے کہ مسلم شریف کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ یا عبادی کلکم عار الا من کسوته فاستکسونی اکسکم (ترجمہ) اے میرے بندو تم سب ننگے ہو سوا اس کے جسے میں پہناؤں، لہٰذا مجھ سے لباس مانگو میں تمہیں لباس دوں گا۔

عزیر و ملائکہ علیہم السلام)

۱۲- کسی کی جان بچانا۔

ومن احیاھا فکانما احیاء الناس جمیعاً (المائدۃ -۳۲)

(ترجمہ) اور جس نے ایک جان کو زندہ کیا اس نے گویا سب آدمیوں کو زندہ کیا (مراد ہے جس نے کسی کے قتل ناحق سے احتراز کیا یا قاتل سے قصاص نہ لیا)

۱۳- اللہ اور مومن کافی ہیں۔

یایھا النبی حسبک اللہ و من اتبعک من المومنین٥ (الانفال -۶۴)

(ترجمہ) اے نبی اللہ کافی ہے تجھے اور جو مسلمان تیرے پیرو ہوئے۔

۱۴- بندے بندوں کے بندے۔

وانکحوا الایامیٰ منکم والصّٰلحین من عبادکم وامائکم (النور -۳۲)

(ترجمہ) اور نکاح کر دو اپنی بے شوہر عورتوں اور اپنے نیک بندوں (یعنی غلاموں) اور کنیزوں کا۔

سوچئے جب عبد یا بندہ بمعنی غلام ایک دوسرے کیلئے استعمال ہو سکتا ہے تو حضور پر نور سرور دو جہاں مالک انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیوں نہیں ہو سکتا۔ یعنی جب قرآن کریم عام انسانوں کو مخاطب کر کے فرما رہا ہے تمہارے بندے (یعنی غلام) اور تمہاری کنیزیں، تو کسی کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ (یا غلام) کہنا کیونکر ممنوع ہو سکتا ہے بلکہ خود قرآن میں بھی رب تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے افراد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے قرار دیا ہے۔ چنانچہ

قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ٥ (الزمر -۵۳)

(ترجمہ) تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

اسی لئے حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے پہلے خطبہ خلافت میں فرمایا کنت عبدہ و خادمہ (کنز العمال - ج ۱) ترجمہ: میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد و خادم ہوں۔

ان آیات اور اطلاقات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمایئے کیا یہ واضح نہیں ہوتا کہ اللہ ہی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی غنی کرنے والا، نعمت دینے والا، حلال و حرام کر سکنے والا فرمایا ہے۔ ان کی رو سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کا بوجھ اتارتے ہیں اور سخت تکلیفوں کو دور کرتے ہیں۔ کتنی لطیف حقیقت ہے کہ اللہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے بوجھ آپ سے اتارتا ہے اور فرماتا ہے۔

ووضعنا عنک وزرک٥ (الم نشرح -۲) (ترجمہ) اور تم پر سے تمہارا بوجھ اتار لیا۔

اور مومنوں کو فرماتا ہے نہیں بلکہ یہ مضمون تو موسیٰ علیہ السلام پر اتارا گیا تھا کہ میرا حبیب میرا نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لا کر اپنے غلاموں کے بوجھ اتارے گا۔ اللہ ہی اپنے نبی کا مددگار نہیں، جبرائیل السلام بھی، دوسرے فرشتے بھی بلکہ نیک مومن بھی ان کے مددگار ہیں۔ مخصوص فرشتوں کے مخصوص فرائض ہیں۔ وہ انسانوں کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔ بندے بندوں کو رزق و لباس دیتے ہیں۔ فرشتے جو موت پر موکل ہیں، انسانوں کو موت دیتے ہیں جو کسی کو بچائے اس نے گویا سب کو بچا لیا۔ علم و شہادت والے حضرات اللہ کے حضور شفاعت کے مالک ہیں فرشتے اور ارواح اولیاء کائنات کے منتظم ہیں اور فرشتے ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتے ہیں۔ کیا یہ سب وہی باتیں نہیں جو منکرین اولیاء کے نزدیک شرک ہیں اور کیا سب باتیں قرآن کریم میں موجود نہیں بار بار غور فرمایئے اللہ تعالیٰ جس کو خود توحید و ایمان کے مختلف مظاہر کے طور پر ذکر فرما رہا ہے منکرین کے نزدیک ان کا ماننے والا ابوجہل کے برابر مشرک ہو جاتا ہے اب سوچئے قرآنی توحید اور حافظ سعید کی توحید میں کتنا فرق بلکہ تضاد ہے۔

ایک نوجوان سے گفتگو

چند سال کی بات ہے میں سیالکوٹ میں ہوا کرتا تھا۔ ایک سنی نوجوان کے ساتھ ایک غیر مقلد نوجوان بھی میرے پاس آ گیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ میں فی

قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلماً زکیاo (مریم-۱۹) ترجمہ: بولا میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

اب فرمائیے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس وضاحت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جبریل بخش کہنا جائز نہیں ہوگا۔ دیکھئے قرآن پاک کا بھی مقصود یہی ہے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا مگر اس کا وسیلہ حضرت جبریل علیہ السلام بنے نوجوان کہنے لگا' حضرت جبرائیل نے یوں کیوں فرمایا' انہیں چاہیے تھا کہ اسی طرح کہتے یعنی اللہ نے بخشا اور میں صرف ایک ذریعہ ہوں۔ میں نے کہا اب گویا آپ اہل سنت پر اعتراض کرتے کرتے حضرات جبرائیل علیہ السلام تک پہنچ گئے ہیں۔ یعنی آپ کے نزدیک فرشتوں کے سردار نے بھی معاذ اللہ شرک کیا ہے۔ کہیے جو اللہ کے معصوم فرشتوں کے بادشاہ پر شرک کا فتویٰ لگایا چاہتا ہے' اس کا اپنا ایمان کیا ہے۔ پھر سوچئے جبرائیل نے آپ کے فہم کے مطابق معاذ اللہ شرک کیا تو اللہ نے بھی اسی طرح درج کر دیا کیا آپ اللہ پر بھی یہی فتویٰ دیں گے۔ نیز بتائیے کیا جبرائیل اپنی مرضی سے آئے تھے اور اپنی مرضی سے بول رہے تھے قرآن پاک تو انہی کے بارے میں نہیں سب فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے۔

ویفعلون مایومرونo (النحل-۵۰) اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم ہو۔

کہنے لگا اچھا یہ بتا دیجئے کہ آخر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اس انداز گفتگو میں حکمت کیا ہے۔ میں نے کہا ساری حکمتیں مجھ ایسا جاہل کیا سمجھے ہاں اتنی بات ظاہر ہے کہ آپ جیسے مفتیوں کے حملے سے اہل ایمان کو محفوظ رکھنے کیلئے جبرائیل علیہ السلام کو یہ انداز اپنانے کا حکم ہوا ہوگا تا کہ مسلمان جان لیں کہ منکرین صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کو ہی نہیں فرشتوں کو بلکہ خود خدا کو بھی مشرک سمجھتے ہیں ان کا قرآن پڑھنا اور قرآن ماننا محض دھوکا دینے کے لئے ہے۔

اگلی ملاقات میں اس سنی نوجوان سے پتا چلا کہ مجھ سے رخصت ہو کر وہ اہل حدیث کی مسجد میں گئے اور اس کے خطیب سے اس غیر مقلد نے قرآنی ترجموں کے بارے میں پوچھا تو اس نے اعتراف کیا' واقعی ہمارے علماء سے غلطی ہوئی ہے اور واقعی انہوں نے قرآنی آیتوں کا ترجمہ کرتے ہوئے خدا کی شان میں نہایت نازیبا الفاظ لکھ دیئے ہیں۔ ہاں آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور ہم وہ تمام الفاظ ترجموں سے نکال رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا' وہابی مذہب کے اکابر تو قرآن پاک کا ترجمہ نہیں سمجھے' اصاغر کیا سمجھیں گے۔ (جاری ہے)

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔ اے

سارے جہانوں کیلئے رحمت

اللہ رب کائنات جل جلالہ نے فرمایا

اور بے شک نصیحت ﴿کا ذکر کرنے﴾ کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ یقیناً زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔ بیشک اس ﴿قرآن﴾ میں عبادت کرنے والوں کے لئے ﴿اصل مقصود تک﴾ پہنچانے والی باتیں ہیں اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو ﴿اے محبوب﴾ مگر رحمت سارے جہانوں کیلئے۔ ﴿سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۵ تا ۱۰۷﴾

اشارات

* قرآن پاک نے کھول کر بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے پاس کچھ نہیں ہوتا جبکہ اس کے پاک بندے جہان کن فکاں کے وارث ہوتے ہیں۔ وہ جدھر چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ یہ ساری کائنات ان کے اختیارات کی جولانگاہ ہوتی ہے۔
* قرآن پاک انسان کو منزل مقصود پر پہنچاتا ہے۔ انسان میں عبادت کی تڑپ ہونی چاہئے۔ پھر اس کے انوار و تجلیات اس کے عقائد و اعمال کو روشنیوں سے منور کر دیتے ہیں۔
* حضور محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے۔ اس کی ربوبیت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔ حضور رحمۃ للعالمین ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت تمام جہانوں کے لئے عام ہے۔
* یہ بہترین نعت ہے۔
* حضور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ لہٰذا زندہ ہیں ...... حاضر و ناظر ہیں ...... شاہد کل ہیں ...... مددگار ہیں ...... فریاد رس ہیں ...... قریب تر ہیں ...... جانتے ہیں ...... آپ کے فیض سے ہر کوئی بقدر ظرف مستفیض ہو رہا ہے ......
* حضور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں۔ گویا اللہ تعالیٰ اور اس کے بنائے ہوئے تمام جہانوں کے درمیان سب سے بڑا وسیلہ ہیں عظیم برزخ ہیں ...... جس کو جو ملتا ہے حضور کے دم سے ملتا ہے ...... اللہ تعالیٰ دیتا ہے، حضور تقسیم فرماتے ہیں۔

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

* حضور تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، گویا زمان و مکان کی وسعتیں ان کے سامنے آئینے سے زیادہ روشن ہیں۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ہر چیز کو متجلی کر دیا۔ میں نے زمینوں اور آسمانوں کی ہر چیز کو جان پہچان لیا۔ ﴿ترمذی شریف﴾
* رحمت مصدر ہے جب مصدر بطور فاعل استعمال ہو تو کلی استغراق نافذ ہوتا ہے کہ اس کا متضاد متصور نہیں۔ حضور کا علم و فضل، زہد و تقویٰ، صبر و حلم، عفو و درگزر، جود و سخا، جلال و جمال، نشست و برخاست، بیان، خاموشی، ہر ادا، ہر انداز، رحمت ہی رحمت ہے۔ رافت ہی رافت ہے۔

غلام مصطفیٰ مجددی ایم۔اے

درسِ حدیث

سارے زمانوں کیلئے بہجت

حضور سرورِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ارسلت الی الخلق کافۃ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ ﴿مسلم شریف﴾

اشارات

☆ حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا فیض عام ہے۔

☆ رسالت کی تعریف ہے الرسالۃ ھی الرابطہ بین المرسل والمرسل الیہ۔ رسالت مرسل اور مرسل الیہ یعنی خالق اور مخلوق، رازق اور مرزوق رب اور مربوب کے درمیان رابطے کا نام ہے۔ کسی مخلوق میں یہ استعداد نہیں کہ بغیر اس رابطے کے عالم لاہوت کے انوار سے معمور ہو سکے، رسول ہی وہ ذریعہ ہے جو ایک طرف سے عالم لاہوت سے فیض لیتا ہے اور دوسری طرف سے عالم ناسوت میں تقسیم کرتا ہے، عالم ناسوت کی حاجات کو عالم لاہوت میں پیش کرتا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب مخلوق کے رسول ہیں اس لئے مرسلین کرام علیہم السلام کے بھی وسیلہ عظمیٰ ہیں۔ سعدی نے کیا خوب کہا

ہمہ انبیا در پناہ تواند مقیم در بارگاہ تواند
تو ماہ منیری ہمہ اخترند تو سلطان ملکی ہمہ چاکرند

⁂ حضور مرسل اعظم صلی اللہ علیہ وسلم تمام مرسلین کے بھی وسیلہ ہیں، اسی لئے تو آدم علیہ السلام کی توبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے قبول ہوئی جب آدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے نیاز نہیں رہ سکتے تو آدمی یعنی آدم کا سچا بیٹا تو وہی ہے جو آدم کے وسیلے کو وسیلہ تصور کرے گا، حضور کے وسیلے سے بغاوت کرنا آدمیت کی صف سے نکل کر شیطانیت کے دائرے میں داخل ہونے کے مترادف ہے۔

⁂ نوح علیہ السلام کی کشتی انہی کے وسیلے سے ساحل آشنا ہوئی .... ابراہیم علیہ السلام نے انہی کے وسیلے سے نار نمرودی کو گلزار سرمدی کی صورت میں دیکھا .... یہی چشم یعقوب کی روشنی اور حسن یوسف کی تازگی بن کر آئے ...... انہی سے داؤد کو نغمگی اور عیسیٰ کو مسیحائی نصیب ہوئی۔

كلهم من رسول الله ملتمس
غرفا من البحرا ورشفا من الديم

⁂ جو آدمی، حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول مانتا ہے گویا وہ حضور کے وسیلہ عظمیٰ ہونے کا اقرار کرتا ہے، جو حضور کو نبی کہتا ہے وہ حضور کے غیب داں ہونے کا اعلان کرتا ہے، اگر کوئی کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو واحد مانتا ہوں۔ ایک نہیں مانتا تو اس نے کیا مانا، لفظ کو مانا، معنی کا انکار کر دیا۔ لہٰذا وہ جاہل مطلق ہے، اسی طرح جو کہے کہ میں حضور کو رسول اور نبی مانتا ہوں، وسیلہ اور غیب داں نہیں مانتا، وہ بھی لفظ کو مانتا ہے، معنی کو نہیں مانتا لہٰذا جاہل مطلق ہے۔

وہ خود جان خبر ہیں ہر خبر ہے ان سے وابستہ
انہیں بھی بے خبر او بے خبر مانا تو کیا مانا

⁂ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب زمانوں کے رسول ہیں، اس لئے سب زمانوں کو بہجت و بشارت دی جا رہی ہے۔ سب زمانے ان کی شفاعت و وجاہت، نبوت و رسالت سے مالا مال ہوئے۔ اس کا حسین منظر میدان قیامت میں دیدنی ہوگا، جب سب کا رسول سب کے سامنے نوشہ بزم جنت بن کر ضوفگن ہوگا اور خدا سے لے کر خدائی تک ہر کوئی اس کی مدحت سرائی کر رہا ہوگا، اسی کا نام مقام محمود ہے، اسی سے اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کھلتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

محقق عصر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری مرکزی امیر کاروانِ اسلام

روضۂ اطہر پر اسلافِ اُمت کی حاضری

> عقل عیار کے نزدیک حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اقدس کی حاضری بھی زمرۂ شرک میں شامل ہے۔
> عشق و وفا کی روشنی میں چمکتی ہوئی تحریر پڑھئے اور ایمان تازہ کیجئے

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا عمل:

یہ بات شہرت پا چکی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ شام سے قاصد روانہ کرتے تھے اور اسے کہتے۔ سلم لی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جا کر میری طرف سے میرے پیارے آقا علیہ السلام کی خدمت میں سلام عرض کر۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی سفر سے واپس آتے۔

اتی قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال السلام علیک یارسول اللہ السلام عیک یا ابابکر الصدیق السلام علیک یاابتاہ۔

"تو قبرانور کے پاس حاضر ہوتے اور عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام اے ابوبکر آپ پر سلام، اے ابا جان آپ پر سلام!" موطا میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ قبرانور کے پاس حاضر ہوکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں سلام عرض کرتے تھے۔ شیخ ابن قاسم اور تعبنی کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما شیخین کے لئے دعا کرتے تھے۔ ابن عون سے مروی ہے کہ کسی شخص نے حضرت نافع سے پوچھا کہ کیا ابن عمر قبرانور پر سلام کرتے تھے۔ انہوں نے فرمایا ہاں۔ رایتہ مائۃ مرۃ اواکثر من مائۃ مرۃ کان یاتی علی القبر فیقوم عندہ فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی. میں نے سو سے زائد دفعہ دیکھا ہے آپ قبرانور کے پاس کھڑے ہوکر حاضری دیتے ہوئے کہتے۔ حضور پر سلام، ابوبکر پر سلام اور میرے والد پر سلام۔ فتوح الشام میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت کعب الاحبار سے فرمایا کیا آپ میرے ساتھ شہر مدینہ جا کر قبرانور پر سلام عرض نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا:

نعم یا امیرالمومنین ولما قدم عمرالمدینہ اول مابدا بالمسجد و سلم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

"اے امیرالمومنین ضرور جب شہر مدینہ آئے تو سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں سلام عرض کیا۔"

حضرت جابر بن عبداللہ کا قبرانور کے پاس رونا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو دیکھا:

وھو یبکی عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول ھھنا تسکب العبرات سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ

"کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کے پاس رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ یہاں آنسو بہاؤ" میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، میری قبر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔" حاشیہ میں علامہ ندوی نے تحریر کیا ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے

مسند جلد ۳ ص ۳۸۹ ابویعلیٰ نے مسند جلد ۳ ص ۳۱۹ نمبر ۱۷۸۴، بزار نے مسند میں علی بن زید بن جدعان عن محمد بن المنکدر سے روایت کیا ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ من السنة ان یاتی قبرالنبی صلی الله علیه وسلم من قبل القبله. "سنت یہ ہے کہ آپ کی قبرانور کے پاس قبلہ کی طرف سے آیا جائے۔" امام احمد نے اور دیگر محدثین نے بیان کیا ہے کہ مروان نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا وہ قبرانور کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں۔ مروان کہنے لگا یہ کیا؟ آپ نے فرمایا میں اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضر ہوں۔ کسی پتھر کے ساتھ لپٹا

> شیخ دراوردی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر الصادق کو دیکھا
>
> جاء فسلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم
>
> انثنی فسلم علی ابی بکر وعمر
>
> "آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کیا پھر واپس ہوئے اور شیخین کی خدمت میں سلام عرض کیا۔" مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کیونکہ آپ نے ان لوگوں کی تکذیب فرمائی جو شیخین کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔

ہوا نہیں ہوں۔ الشفاء میں ایک شخص سے منقول ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کے پاس حاضری کے لئے آئے۔ فوقف فرفع یدیه حتی ظننت انه افتتح الصلاة فسلم علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم انصرف۔ "کھڑے ہوئے ہاتھ اٹھائے حتی کہ میں نے گمان کیا آپ نے نماز شروع کی ہے۔ آپ نے سلام پڑھا اور لوٹ گئے۔" مسند بزار میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے منبر کے پاس آئے تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دیکھا قاعدا یبکی عند قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم. "آپ قبرانور کے پاس رو رہے ہیں۔" حافظ ابوذر ہروی نے کتاب السنة کے آخر میں مصعب کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ شیخ دراوردی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر الصادق کو دیکھا۔

جاء فسلم علی رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم انثنی فسلم علی ابی بکر وعمر "آپ نے حضور علیہ السلام کی خدمت عالیہ میں سلام عرض کیا۔ پھر واپس ہوئے اور شیخین کی خدمت میں سلام عرض کیا۔" مجھے اس بات سے خوشی ہوئی کیونکہ آپ نے ان لوگوں کی تکذیب فرمائی جو شیخین کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔

دارقطنی نے عبداللہ جعفر کے فضائل میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں داخل ہوئے۔

فبکی حیث نظر الیٰ بیت فاطمه فاطال البکاء ثم انصرف الیٰ قبرالنبی صلی الله علیه وسلم فبکی فاطال البکاء عنده ثم قال وعلیکما السلام یا اخوی ورحمة الله قد کنتما هادیین مهدیین خرجتما من الدنیا خمسمین. "تو فاطمہ کا گھر دیکھ کر خوب روئے۔ پھر قبرانور کی طرف گئے وہاں بھی خوب روئے۔ پھر کہنے لگے۔ اے میرے بھائیو! تم دونوں پر سلام ہو۔ تم دونوں ہادی اور ہدایت یافتہ تھے۔ تم دونوں دنیا سے منہ موڑ کر رخصت ہوئے۔"

الشفاء میں اسحاق بن ابراہیم الفقیہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ ہمیشہ سے حجاج کا طریقہ چلا آرہا ہے کہ حج کے بعد مدینہ منورہ میں جاتے ہیں تاکہ مسجد نبوی میں نماز ریاض الجنة کی زیارت، آپ کے منبر پاک، قبرانور، بیٹھنے کی جگہ، وہ مقامات جنہیں آپ نے مس فرمایا جنہوں نے آپ کے تلووں کو چومنے کی سعادت حاصل کی۔ وہ ستون جس کے ساتھ آپ ٹیک لگاتے، وہ جگہ جہاں جبرئیل وحی لے کر آئے تھے، ان کی زیارت کرسکیں اور آپ کی زیارت کا قصد کرنے والے صحابہ اور آئمہ مسلمین کی زیارت سے مشرف ہوسکیں۔

قاصد کے ذریعے سلام بھجوانا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب میں حاتم بن مروان سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا طریقہ تھا کہ آپ ہمیشہ مدینہ منورہ میں ایک قاصد روانہ کرتے تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ان کا سلام عرض کرے۔

حضرت ابوسعید المہری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام گیا۔ آپ خلیفہ وقت تھے جب میں آپ سے رخصت ہونے لگا تو آپ نے فرمایا۔ "ان لی الیک حاجة اذا اتیت المدینة ستری قبرالنبی صلی الله علیه وسلم تا قرئه منی السلام." مجھے آپ سے نہایت ضروری کام ہے جب آپ شہر مدینہ جائیں اور قبرانور پر حاضر ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں میرا سلام عرض

کردیں۔ شیخ محمد بن اسماعیل بن ابی فدیک کہتے ہیں کہ میں نے یہ بات عبداللہ بن جعفر سے کی تو انہوں نے کہا کہ مجھے فلاں نے بتایا ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز شام سے آپ کی خدمت اقدس میں قاصد کے ذریعے سلام عرض کرتے تھے۔ امام ابوبکر بن عمر بن ابی عاصم ﴿متقدمین میں سے ہیں۔﴾ مناسک ﴿جس میں انہوں نے صحیح روایات کا التزام کیا ہے۔﴾ میں لکھتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز شام سے مدینہ قاصد بھیجتے تھے تاکہ ان کا سلام رحمت دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے۔ امام موصوف کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے۔

قبرانور سے اذان وسلام کی آواز

امام الحافظ ابومحمد عبداللہ الدارمی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب سنن دارمی ﴿جو امہات کتب احادیث میں سے ہے۔﴾ میں سعید بن عبدالعزیز کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایام حرہ میں تین دن تک مسجد نبوی میں اذان اور جماعت نہ ہوئی۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ ان دنوں میں مسجد میں ہی رہے۔ وکان لا یعرف وقت الصلوٰۃ الابھمہ یسمعھا من قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔"

انہیں نماز کے وقت کا علم نہ ہوتا مگر بوقت نماز قبرانور سے اذان کی آہستہ آہستہ آواز آتی۔"

یہ روایت شیخ محمد بن عبدالوہاب نے احکام تمنی الموت میں اور صاحب قاموس امام مجدالدین نے الصلات والبشر میں بھی نقل کی ہے۔

شیخ ابراہیم بن شیبان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حج کیا۔ اس سے فراغت کے بعد میں مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ فتقدمت الی قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فسلمت علیہ فسمعت من داخل الحجرۃ وعلیک السلام!" میں نے قبرانور کے پاس حاضر ہوکر سلام عرض کیا۔ میں نے حجرۂ انور سے یہ آواز سنی۔ وعلیک السلام!"

امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ شیخ سلیمان بن سحیم سے نقل کرتے ہیں کہ میں خواب میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ جولوگ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر سلام عرض کرتے ہیں۔ اتفقہ سلامھم؟ قال نعم وارد علیھم. "کیا آپ ان کا سلام سنتے ہیں؟ فرمایا ہاں جواب بھی دیتا ہوں۔ محقق الندوی نے اس روایت کے بارے میں لکھا کہ اسکی سند حسن ہے۔

مذکورہ واقعات کی ابن تیمیہ سے تائید:

شیخ ابن تیمیہ نے ان تمام واقعات کی تائید کرتے ہوئے قبرانور سے اذان وسلام کی آواز کے بارے میں لکھا کہ یہ بت پرستی اور قبرپرستی کے زمرے میں نہیں آتا۔ لایدخل فی ھذالباب مایروی من ان قوماً سمعوا ردالسلام من قبرالنبی صلی اللہ علیہ وسلم او قبور غیرہ من الصالحین وان سعید بن المسیب کان یسمع الاذان من القبرلیالی الحرۃ ونحوذلک . بت پرستی کے زمرے میں یہ واقعات نہیں آتے کہ لوگ آپ کی قبرانور اور دیگر صالحین کی قبور سے سلام کا جواب سنتے ہیں۔

اس طرح سعید بن المسیب نے حرہ کے ایام میں آپ کی قبرانور سے اذان کی آواز سنی۔" دوسرے مقام پر لکھتے ہیں۔ اس طرح کے تمام کرامات اور فوارق عادات کا حکم یہی ہے جو قبور انبیاء و صالحین سے صادر ہوتی ہیں مثلاً نزول انوار' نزول ملائکہ شیاطین اور درندوں کا ان سے دور رہنا' آگ سے ان قبور اور ان کے پڑوس کا محفوظ رہنا' اپنے پڑوس میں مدفون میت کی شفاعت کرنا' ان کے پڑوس میں تدفین کا مستحب ہونا' ان کی قبور کے پاس انس ومحبت اور سکون کا ماحول' ان کی توہین کرنے والوں پر عذاب کا مسلط ہونا۔ یہ تمام باتیں حق ہیں اور ہماری بحث سے خارج ہیں۔ قبور انبیاء وصلحاء کو اللہ کی طرف سے جو کرامت و رحمت نصیب ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے ہاں ان کی جو حرمت وکرامت ہے۔ اس کا مخلوق تصور بھی نہیں کرسکتی لیکن یہ مقام تفصیل نہیں ہے۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

امام بیہقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ محمد بن منکدر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ کو دیکھا:

وھو یبکی عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یقول ھھنا تسکب العبرات سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ " کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرانور کے پاس رو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ یہاں آنسو بہاؤ' میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا' میری قبر اور منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔"

سرکار باوا جی

قدس سرہ العزیز

غوث الواصلین قطب الکاملین، شہنشاہ اقلیم تفرید، شہسوار عرصہ تجرید، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت خواجہ خواجگاں

خواجہ فقیر محمد چوراھی المعروف باوا جی سرکار قدس سرہ

کا سالانہ **عرس مقدس** چورہ شریف ﴿ضلع اٹک﴾ کی سرزمین مقدسہ میں 31 مارچ یکم اپریل کو آپ کے مزار پر انوار پر فخر المشائخ وارث فیضان حضرت پیر بدرالدجیٰ مدظلہ العالی کی قیادت و اہتمام میں ہورہا ہے۔ درج ذیل منقبت اسی مناسبت سے ہے۔

☆☆☆☆☆☆

ہدایت کے علمبردار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)
ولایت کے سپہ سالار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

نہ کیوں دنیا کے سلطاں ہوں نہ کیوں مخدوم دوراں ہوں
فقیر احمد مختار ﷺ ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

دلوں کی کھیتیاں سیراب کر سکتے ہیں دم بھر میں
سحاب رحمت سرکار ﷺ ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

کرامت ان کا ساماں ہے، تصرف ان پہ نازاں ہیں
کہ اعجاز شہ ابرار ﷺ ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

سخاوت ان کی عادت ہے، عنایت ان کی فطرت ہے
کرم کے ابر گوہر بار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

علاج گردش دوراں، طبیب سوزش پنہاں
مداوائے دل بیمار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

سکون قلب مضطر ہیں، ضیائے دیدۂ تر ہیں
فروغ دولت بیدار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

کسی سے عرض حاجت کیا، کسی کی پھر ضرورت کیا
جب اپنے محرم اسرار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

میں کیوں مسمار ہو جاؤں، میں کیوں بیکار ہو جاؤں
مری تقدیر کے معمار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

زمانہ جانتا ہے جن کے ہیں شہکار لاثانی قدس سرہ
حقیقت کے وہی شہکار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

سمائے معرفت کے آفتاب ضوفشاں ہو کر
سراسر طالع الانوار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

زمانے کی شب تاریک میں بدرالدجیٰ بن کر
بہر جانب تجلی بار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

بجاہ شاہ لاثانی، قدس سرہ براہ نقش لاثانی (قدس سرہ)
مرے آسی سدا غمخوار ہیں سرکار باوا جی (قدس سرہ)

مرتب: صاحبزادہ محمد نور المصطفیٰ رضوی

قربانی کے ضروری مسائل

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائل قربانی

قربانی ایک اہم عبادت اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو قربانی کا حکم دیا گیا۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فصل لربک وانحر (تو تم اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ''یوم النحر میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرتا ہے لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو۔'' (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام نے عرض کی۔ یارسول اللہ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ فرمایا تمہارے باپ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ عرض کی گئی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے۔ فرمایا ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ عرض کی اون کا کیا حکم ہے۔ فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے نیکی ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے (ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو ہی مینڈھوں کی قربانی کیا کرتا ہوں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال مقیم رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ہر سال قربانی کی۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی ہر مسلمان مرد، عورت، عاقل، بالغ، مقیم پر واجب ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجت اصلیہ سے زائد ہو۔ یہ مال خواہ سونا، چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت۔ (شامی) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔ (شامی)

قربانی کے دن

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں۔ قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں اور بارہویں تاریخ ہے۔ ان میں جب چاہے قربانی کرسکتا ہے؟ البتہ پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے۔

یوم النحر میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قربانی کرنے سے زیادہ پیارا نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کے نزدیک شرف قبولیت حاصل کرتا ہے لہٰذا اسے خوش دلی سے کرو۔

قربانی کا وقت

جن شہروں' قصبوں میں نماز جمعہ وعیدین جائز ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کردی تو اس کو دوبارہ کرنا لازم ہے؟ البتہ گاؤں (جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں) کے لوگ دسویں تاریخ کو صبح صادق کے بعد قربانی کرسکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے بہار شریعت۔

قربانی کے جانور

اونٹ پانچ سال کا' گائے' بھینس دو سال کی۔ بکرا' بکری ایک سال کی۔ اس سے عمر کم ہوتو قربانی جائز نہیں' زیادہ ہوتو جائز بلکہ افضل ہے؟ البتہ دنبہ یا بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتو وہ بھی جائز ہے۔ بکرا' دنبہ' بھیڑ کی قربانی ایک ہی شخص کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔ گائے' بھینس اور اونٹ' سات آدمیوں کی طرف سے ایک ہی کافی ہے۔ بشرطیکہ سب کی نیت ثواب کی ہو' کسی کی نیت محض گوشت کی نہ ہو۔

قربانی کے چند اہم مسائل

(۱) خصی بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

(۲) اندھے' کانے' لنگڑے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ ایسا لاغر جانور جو قربانی کی جگہ تک اپنے پاؤں سے چل کر نہ جاسکے۔ اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ (شامی)

(۳) جس جانور کا کان یا دم وغیرہ تہائی سے زیادہ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں۔

(۴) جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں تو اس کی قربانی جائز نہیں۔ (شامی' درمختار) اسی طرح جس جانور کے کان پیدائشی طور پر بالکل نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

(۵) اگر جانور صحیح تندرست خریدا تھا۔ بعد میں کوئی عیب پیدا ہوگیا تو اس صورت میں اگر خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے۔ اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کے بدلے دوسرے جانور کی قربانی کرے۔ (درمختار)

(۶) ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ ممنوع ہے۔ اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کردے۔ اگر اجرت پر دیا ہے تو اجرت صدقہ کردے۔ (درمختار' ردالمحتار)

(۷) قربانی کا جانور مرگیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

قربانی کرنے کا مسنون طریقہ

قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا افضل ہے۔ اگر ذبح کرنا نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی حاضر رہنا افضل ہے۔ قربانی کے جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائیں اور بسم اللہ اللہ اکبر پڑھتے ہوئے تیز چھری سے ذبح کردیں۔ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کریں اور نہ ہی ایک جانور کو دوسرے کے سامنے ذبح کیا جائے۔

ذبح کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھیں

انی وجهت وجهی للذی فطر السموت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین لاشریک له وبذالک امرت وانا من المسلمین۔

اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں: **اللهم تقبل منی کما تقبلت من حبیبک محمد صلی اللہ علیه وسلم وخلیلک ابراهیم علیه السلام**

قربانی کا گوشت

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں۔ اس کا گوشت برابر وزن کرکے تقسیم کیا جائے۔ اندازے سے تقسیم نہ کریں۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے۔ دوسرے شخص غنی اور فقیر کو دے سکتا ہے بلکہ اس میں سے کچھ کھالینا قربانی کرنے والے کے لئے مستحب ہے۔ بہتر یہ ہے کہ گوشت کے تین حصے کرے۔ ایک حصہ غرباء کے لئے اور ایک حصہ دوست احباب کے لئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کے لئے۔ ایک تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔ قربانی کا گوشت قربانی

کے جانور کی کھال، اس کی رسی وغیرہ کوئی چیز ذبح کرنے والے، گوشت بنانے والے کو اجرت میں دینا جائز نہیں۔ ذبح کرنے اور گوشت بنانے کی اجرت علیحدہ دینی چاہیے۔ غیر مسلم کو بھی دینا جائز نہیں۔

قربانی کی کھال

قربانی کی کھال کی جائے نماز یا چمڑے کا ڈول بنوانا جائز ہے، اسے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے، لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ یتیم، فقیر، مسکین، بیوہ اور دینی مدارس کے نادار اور غریب طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں۔

تکبیرات تشریق

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی صبح سے لے کر تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز باجماعت کے بعد ایک مرتبہ یہ تکبیر پڑھنا واجب اور تین مرتبہ مستحب ہے۔

عید کے مستحبات

(۱) صبح سویرے اٹھنا (۲) مسواک کرنا (۳) غسل کرنا (۴) اچھے کپڑے پہننا، نئے ہوں تو نئے ورنہ دھلے ہوئے پہنیں (۵) خوشبو لگانا (۶) عیدالاضحیٰ کی نماز سے پہلے نہ کھانا مستحب ہے۔

اگر قربانی کا گوشت میسر ہو تو نماز عید کے بعد اس کا کھانا مستحب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کی ضیافت ہے۔ اگر کچھ کھالیا تب بھی حرج نہیں۔ جیسے لوگ عام طور پر چائے اور ناشتہ کر لیتے ہیں۔

ذبح سے پہلے قربانی کے جانور کے بال اپنے کسی کام کے لئے کاٹ لینا یا اس کا دودھ دوہنا مکروہ وممنوع ہے اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی یا دودھ دوہ لیا تو اسے صدقہ کردے اگر اجرت پر دیا ہے تو اجرت صدقہ کردے

(۷) نماز عید ادا کرنے کے لئے ایک راستے سے آنا اور دوسرے راستے سے جانا۔

(۸) عیدگاہ جاتے وقت تکبیر بلند آواز سے کہنا۔

نماز عید ادا کرنے کا طریقہ

عید کی نماز دو رکعت واجب ہے۔

تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللھم (ثنا) پڑھیں۔ پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیر کہیں۔

تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ پھر امام قرات کرے گا۔ قرات کے بعد حسب معمول رکوع وسجود کریں۔

پھر دوسری رکعت میں امام قرات کرے گا۔ قرات کے بعد تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر تکبیریں کہیں۔ چوتھی تکبیر ہاتھ اٹھائے بغیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ باقی نماز حسب معمول مکمل کریں۔

نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

وما علینا الا البلاغ!

☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: "نماز"

امام بخاری کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بیان کیا ہے۔ ہم سے وکیع نے ... موسیٰ بن عمیر سے، وہ علقمہ بن وائل سے، وہ اپنے باپ وائل بن حجر سے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھتے تھے۔ یہ حدیث صحیح ہے اور ان ... سے ... جوابات پیچھے بیان کئے جاچکے ہیں ... قرآن و سنت ... جب قرآن و سنت ... کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس مسئلہ میں ہم نے صحیح احادیث و تعامل صحابہ ... سے ثابت کر دیا ہے کہ مرد کیلئے ناف کے نیچے اور عورت کیلئے سینے پر ہاتھ باندھنا سنت ہے چونکہ انسان خطا کا پتلا ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ اس تحریر میں غلطی ... ہوئی ہو لہٰذا اہل علم سے عرض ہے کہ جہاں کہیں خطا دیکھیں ... احسان ... پر ... و صدا ... مطلع فرمائیں۔ آمین اللھم ... وصلی اللہ علی النبی الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین

سعید عامر حسینی

قسط نمبر ۲

کیا یہ سب مشرک ہیں؟

ذرا علم غیب سے متعلق قرآن صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ علیہم الرضوان کے عقائد ملاحظہ کریں۔ اور ''الدعوۃ'' والے بتائیں کہ کون سا قانون ہے جس کے تحت ان کو مشرکانہ قرار دیتے ہو۔

قرآن کا فرمان

ماكان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى من رسله من يشاء (سورۂ آل عمران۔ آیت نمبر ۱۷۹)

ترجمہ: اللہ کی یہ شان نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

نیز ۲۹ ویں پارے کے ۱۴ ویں رکوع میں فرمایا۔

عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احداً الا من ارتضى من رسول

ترجمہ غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا۔

وانبئكم بما تاكلون وما تدخرون فى بيوتكم (پ ۳ ع ۱۳)

ترجمہ اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

وصال کے وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا میرے بعد میری بیوی حبیبہ بنت خارجہ کے شکم سے میری بیٹی پیدا ہوگی تو میری وراثت میں اس کو بھی حصہ عطا کرنا۔

(موطا امام محمد باب النحلی ص ۳۴۸)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان (وصال اقدس ۲۳ھ)

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا۔

قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل اهل الجنة منا زلهم واهل النار مناز لهم حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه (بخاری شریف۔ ج ۱)

ترجمہ: ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا' یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے۔ جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

مشکوٰۃ جلد دوم باب الکرامات میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر کا سردار حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بنا کر نہاوند بھیجا۔

فبينما عمر يخطب فجعل يصيح يا سارية الجبل

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ پہاڑ کی طرف جاؤ۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد نماز معاملہ دریافت کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم ہے خدا کی میں ایسا کہنے پر مجبور ہوگیا تھا۔

رایتھم یقاتلون عند جبل یوتون من بین ایدیھم و من خلفھم فلم املک ان قلت یا ساریۃ الجبل

ترجمہ: میں نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور کفار ان کو آگے اور پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہہ دیا کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ"

کچھ روز بعد حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاصد نے ایک خط آ کر دیا جس میں لکھا تھا کہ اس آواز یا ساریۃ الجبل کو سن کر ہم پہاڑ کی طرف چلے گئے تو خدا نے کافروں کو شکست دی اور ہمیں فتح سے نوازا۔

(تاریخ الخلفاء ص ۸۶ مشکوٰۃ شریف ۵۴۶)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

ایک بار ایک شخص راستے میں گھور گھور کر غیر محرم عورت کی طرف دیکھنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے جلال میں آ کر فرمایا تمہاری آنکھوں میں زنا کے اثرات ہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ج ۲)

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ ایک دن سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت البقیع کے اس حصے میں تشریف لے گئے جس کو "حش کوکب" کہا جاتا ہے آپ نے وہاں کھڑے ہوکر ایک جگہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "عنقریب یہاں ایک مرد صالح دفن کیا جائے گا" جب آپ شہید کردیئے گئے تو جس جگہ کی جانب آپ نے اشارہ کیا تھا وہیں دفن کیا گیا۔ (ازالۃ الخفاء ص ۲۲۷)

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مقام ینبع میں سخت بیمار ہوگئے لوگوں نے عرض کیا حضور آپ یہاں کیوں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ اگر یہاں آپ کی وفات ہوگئی تو تجہیز و تکفین کون کرے گا؟ بہتر ہے کہ آپ مدینہ چلیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ابھی نہیں انتقال کروں گا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ تم اس وقت تک انتقال نہیں کرو گے جب تک کہ امیر المومنین نہیں ہو جاؤ اور تاوقتیکہ تلوار مار کر تمہاری پیشانی اور داڑھی خون سے رنگین نہ کر دی جائے گی۔

(شواہد النبوۃ ص ۲۴۷)

آپ ہی روایت فرماتے ہیں کہ حضور امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے فرمایا کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ تمہیں بیٹا عطا کرے گا۔ **فقد نعلتہ اسمی و کنیتی ولانعل لاحدمن امتی بعدہ** میں نے اپنا نام اور کنیت اکٹھے اسے عطا کئے اس کے بعد کسی امتی کے لئے میرے نام اور کنیت کو جمع کرنا حلال نہیں (چنانچہ آپ کے گھر محمد بن حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے)

امہات المومنین رضی اللہ عنہن کا فرمان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ان بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم اینا اسرع بک لحوقاً قال اطولکن یداً فاخذوا قصبۃ یذرعونہا و کانت سودۃ اطولھن یداً فعلمنا بعد انما کان طول یدھا الصدقۃ و کانت اسرعنا لحوقاً بہ زینب و کانت تحب الصدقۃ٥

امہات المومنین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم میں کون سی بیوی کی آپ سے آخرت میں سب سے پہلے ملاقات ہوگی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں۔ یہ سن کر امہات المومنین رضی اللہ عنہن نے ایک دوسرے کے ہاتھ ناپے تو پتہ چلا کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سب سے لمبے ہیں لیکن بعد کے واقعات نے بتایا کہ لمبے ہاتھ ہونے سے مراد صدقہ دینے میں زیادتی تھی اور ہم میں سب سے پہلے انتقال کرنے والی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو صدقہ دینے کو بہت محبوب رکھتی تھیں۔ (بخاری جلد اول مشکوٰۃ ص ۱۶۵)

قرآن کی آیات حضور علیہ السلام کا فرمان اور صحابہ کرام کا عقیدہ بالکل واضح اور عام فہم ہے لیکن جن کی نیتوں میں فتور ہے وہ ان آیات و احادیث کی من مانی تاویلات کر کے قوم کو گمراہ کر رہے ہیں اور فساد کے بیج بو رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

وما علینا الا البلاغ المبین

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حضور نقش لاثانی اعلیٰ حضرت پیر **سیّد علی حسین** قدس سرہ کے

اخلاقِ کریمہ

پروفیسر محمد حسین آسی

اسلام میں اچھے اخلاق کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہے کہ ہادی کونین سرور دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا مقصد انہی کی تکمیل فرمایا۔

انما بعثت لا تمم مکارم الاخلاق

ترجمہ: میں اسی لئے مبعوث ہوا ہوں کہ اخلاق کی بلندیوں کو مکمل کروں۔

ایک اور جگہ فرمایا۔ اکمل المومنین ایماناً احسنهم خلقاً

مومنوں میں زیادہ کامل ایمان دار وہ ہے جو ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے۔

گویا کمال ایمان کی علامت حسن اخلاق ہے گویا مومن کامل (ولی) اپنے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے کمالات سیرت کا مظہر ہوتا ہے اور اس کے اخلاق خلق عظیم کا پرتو بن جاتے ہیں۔

یہاں جس عظیم وکریم ہستی کے اخلاق کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے وہ بلا شبہ اپنے دور کی بے مثل شخصیت تھی۔ اسے خواجہ عالم حضور امام الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو رابطہ عشق تھا' ظاہر و باہر ہے۔ اس کا چہرہ پر نور دیکھ کر خدا یاد آتا تھا تو اخلاق کریمانہ دیکھ کر سیرت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اوراق آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتے ہیں چنانچہ یہاں حضور نقش لاثانی کے اخلاق کا ذکر کرنے لگے ہیں۔ تو مناسب ہے اس کے عنوانات کی وہی ترتیب ہو جو سیرت رسول عربی میں اخلاق کا بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا نور بخش صاحب توکلی نے قائم کی ہے۔

صبر اور حلم وعفو

صبر مصائب آلام برداشت کرنے کی قوت کا نام ہے خصوصاً راہ حق میں طوفانوں اور آندھیوں کا خندہ پیشانی سے مقابلہ کرنا اور نازک وقت پر بھی ناگواری کا اظہار نہ کرنا حلم بردباری کے [illegible] میں آتا ہے۔ یعنی کسی کے منہ سے ناروا بات سن کر بھی [illegible] آپے سے باہر نہ ہونا۔ عفو معاف کر دینے اور معذرت قبول کرنے کو کہتے ہیں۔

حضرت توکلی نے اخلاق نبوت میں سب سے پہلے اسی کا ذکر کیا ہے [illegible] حقیقت بھی یہی ہے کہ تبلیغ دین کا اہم فریضہ اس کے بغیر قطعاً پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔

حضور نقش لاثانی قدس سرہ میں مشکلات برداشت کرنے اور تندی حالات کا مقابلہ کرنے کی بے پناہ قوت تھی آپ نے ان عظیم ذمہ داریوں کو لڑکپن میں سنبھال لیا تھا۔ جن کے تصور سے جوانان شیر دل بھی گھبرا جاتے ہیں پھر بائیس برس کی عمر میں سجادہ نشین ہوئے تو ان میں اور بھی بے پناہ اضافہ ہو گیا۔ حضور ان سے جس طرح عہدہ برآ ہوئے ہیں' اس پر ایک زمانہ شاہد ہے۔

ہمارے دور میں پیر بننا بہت آسان ہے۔ اب پیر کا بیٹا پیر' والا قانون اکثر رائج نظر آتا ہے' نہ شب بیداری نہ ذوق عبادت' نہ نفس کشی نہ مجاہدہ نہ پابندی شریعت نہ خدمت خلق' نہ حسن تربیت نہ صلاح عمل' مگر ہمارے حضرت کی زندگی کے حالات آپ نے پچھلے صفحات میں ملاحظہ فرمائے۔ چوبیس گھنٹوں میں شاید ہی چند گھڑیاں آرام کو ملتی ہوں پھر حضور شاہ لاثانی قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ نے تبلیغی سفر شروع کئے۔ تو اس زمانے میں سڑکیں بھی زیادہ نہیں تھیں بسوں کا کہیں کہیں آغاز ہوا تھا' ریل گاڑیوں کی بھی ایسی بہتات نہیں تھی۔ لہٰذا اکثر و بیشتر سفر گھوڑوں پر یا پیدل کیا جاتا تھا۔

مگر یہ سفر کی صعوبتیں' موسم کی خرابیاں سردی و گرمی کی شدتیں اس شہسوار کا راستہ نہ روک سکیں ان طویل مسافتوں کے طے کرنے کے بعد بھی رات گیارہ گیارہ بجے تک لوگوں سے ملاقات اور پھر ایک دو بجے مصلائے عبادت پر بیٹھ جانا' کتنی کٹھن زندگی ہے یقینا۔

انہیں کے کام ہیں یہ جن کے حوصلے ہیں بلند

مگر یہ بھی تو اسی جفاکشی کا فیض ہے کہ ہزاروں نہیں' لاکھوں انسانوں کا ایک عظیم قافلہ راہ حق پر گامزن نظر آتا ہے۔ پھر اس صبر کا مظاہرہ زندگی کے آخری سالوں میں اور بھی حیرت انگیز ہو گیا جب پاؤں' گھٹنے بلکہ بعض دفعہ پوری ٹانگ کے درد نے صاحب فراش کر دیا۔ مگر آٹھ آٹھ دس دس دن کے بعد ذرا افاقہ ہوتا تو جس سفر پر جانا ہوتا ضرور تشریف لے جاتے یہ ابتلائیں بڑھتی گئیں۔ مگر ہمت و حوصلہ میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ وصال سے قریباً ایک ہفتہ قبل آپ کے خلیفہ مجاز حضرت حکیم محمد شفیع صاحب پسروری حاضر خدمت ہوئے ان کے ساتھ ایک ایم بی بی ایس ڈاکٹر بھی تھے۔ دونوں حضرات آپ کی نقاہت سے بہت پریشان ہوئے مگر چہرۂ مبارک کی بشاشت سے جو ہمت و حوصلہ کی بلندیوں کا اعلان کر رہی تھی' حیران بھی ہوئے۔

اولیائے کرام کے امراض عام لوگوں کی طرح نہیں ہوتے بلکہ ان میں بعض دفعہ اختیار کا دخل بھی ہوتا ہے (اس کی تفصیل کسی اور جگہ کر دی جائے گی) مگر اس نکتے پر غور کریں تو ہمت و حوصلہ کی مزید داد دینی پڑتی ہے۔

جہاں تک حضور کے حلم و عفو کا تعلق ہے۔ شاید ہی کوئی دوست ایسا ہو گا۔ جو اس سے بہرہ یاب نہ ہوا ہو مجھ ایسے خطاکاروں کا بار بار خطا کرنا اور حضور کا ہر بار معاف فرما دینا رات اور دن کی گردش کی طرح ہو گا۔ جب کبھی اپنے سنگین جرموں پر مایوسی ہونے لگتی تو ان کا عفو ناممکن کو ممکن بنا دیتا۔

یاد رہے اولیائے کرام کو اپنے اپنے ماحول میں عموماً شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اپنی برادری بلکہ اہل کنبہ نے بھی بعض دفعہ اہل حق کی مخالفت کی مگر وہ گھبرائے نہیں بلکہ صبر و حلم سے کام لے کر آندھیوں اور طوفانوں میں چراغ حقیقت جلاتے رہے۔ سیدی حضرت قبلہ عالم کو بھی ان حالات سے گزرنا پڑا۔ بعض لوگوں نے زہر پلانے کی کوششیں بھی کیں' قاتلانہ حملوں کی تیاریاں بھی ہوئیں' مگر حضور کی بردباری اور بلند نظری و عالی ہمتی نے کسی جرم کو بھی اپنے عفو و کرم میں حائل نہ ہونے دیا اور جب بھی کسی نے معذرت کی حضرت نے فی الفور معاف فرما دیا۔

رحمت

حضور سید عالم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے اولیائے کرام کی شان میں فرمایا۔ اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی۔

ترجمہ: میرے رحم دل امتیوں سے فضل مانگو ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ (طبرانی شریف)

حضور قبلہ عالم نقش لاثانی قدس سرہ اس حدیث پاک کی عملی تفسیر تھے۔ دکھ درد کے مارے دور و نزدیک سے آستانہ عالی پر حاضر ہوتے اور حضور کو دیکھتے ہی سکون سے ہمکنار ہو جاتے۔ اس وقت دربار شریف میں رہنے والوں کی ایک تعداد ایسی ہے جن کا گھر ہے نہ گھاٹ' مگر رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب نے انہیں اس محبت سے اپنے دامن میں پناہ دی ہے کہ تمام محرومیوں کا ازالہ ہو گیا ہے۔ والدین کی شفقت ایک فطری حقیقت ہے۔ مگر مرشد کامل کی رحمت کا انداز کسی قسم کی کمی محسوس نہیں ہونے دیتا جو بھی اس دربار میں آتا ہے من دخلہ کان آمنا کا سماں محسوس کرتا ہے۔

یہ بھی حضور کی رحمت ہی کا ایک کرشمہ تھا کہ دربار اقدس میں مختلف علاقوں اور برادریوں کے رہنے والے شیر و شکر ہو کر کمال محبت و یگانگت سے زندگی بسر کرتے ہیں۔

حضور کی رحمت مریدوں اور غلاموں تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ عام لوگ تو کیا' دشمن بھی اس ابر کرم سے سیراب ہوتے رہتے تھے۔ آپ کھلم کھلا دینے پر خفیہ دینے کو ترجیح دیتے اور اپنے جد امجد حضور شاہ لاثانی قدس سرہ کی طرح راتوں کو چھپ چھپ کر لوگوں کی ضرورتیں پوری فرماتے تھے۔ علی پور سیداں میں کسی بھی برادری کے کسی غریب شخص کا کوئی جانور مر جاتا تو اوروں کو بتائے بغیر حسب ضرورت گائے یا بھینس اس کے گھر بھیج دیتے' خون کے پیاسے بھی بیمار ہو جاتے تو ان کے علاج کے لئے سینکڑوں تک خطیر رقم عطا فرما دیتے۔ بعض دفعہ ضرورت مند کو بھی اپنی ضرورت کا احساس نہیں ہوتا تھا۔ مگر حضور کی بصیرت تمام اندازے خود کر لیتی اور محتاج کا دامن بھر دیتی۔ چند واقعات

حاضر ہیں۔

۱- سیالکوٹ کالج میں تقرر کے کچھ عرصہ بعد تک صوفی محمد علی نقشبندی کے ہاں مقیم رہا۔ اب حضور کا خیال شریف تھا کہ کرائے پر مکان لے لیا جائے۔ صبح اجازت لینے گیا تو حضور نے اندھیرے میں تین نوٹ عطا فرمائے۔ میں سمجھتا تھا کہ دس دس کے ہوں گے اجالے میں سڑک پر جا کر دیکھا تو سو سو روپے کے تھے۔

۲- میرے بھانجے محمد عطاء الحق کی زمین جوہر آباد کے علاقے میں ہے۔ انتقال اور حقوق مالکیت کا مسئلہ تھا۔ حضور نے مجھے بیچ میں لئے بغیر اسے چپکے سے کمرے میں لے جا کر مبلغ دو ہزار روپے عطا فرمائے۔

۳- چند ماہ بعد اس کی شادی تھی اس میں بھی بہت کچھ عنایت کیا (کیونکہ اپنے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا)

۴- پھر ایک مہینہ بعد ایک حادثے میں اس کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ حضور نے خود اسے ہسپتال میں داخل کرایا اور جاتے ہوئے مبلغ پندرہ سو روپے ہمشیرہ صاحبہ کو دیئے۔

۵- میرے ماموں صاحب بھی ایک غریب آدمی ہیں۔ انہیں ایک بہترین گائے سے نواز دیا۔ ایک ہی چھوٹے سے کنبے میں چند ماہ کے اندر اندر عنایت کی یہ بارشیں ہیں تو لاکھوں مریدوں میں آپ کی داد و دہش کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ جن دیہات میں مسجدوں کی ضرورت محسوس کی گئی۔ وہاں بنفس نفیس قیام فرما کر مسجدیں بنوائیں دینی مدارس کے اجرا کو حضور بہت اہمیت دیتے تھے۔ چنانچہ بیسیوں درس گاہوں کو قدوم میمنت لزوم سے بھی نوازا اور وہاں زر کثیر بھی صرف کیا۔ اپنی زندگی کے آخری عرس (۱۹۸۶ء) میں بزم لاثانی پاکستان کی تشکیل اور دربار شریف میں جامعہ انوار لاثانی کے قیام کا اعلان فرمایا۔ طلباء آنا شروع ہوئے تو حضور کی رحمتوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ کبھی ان کے لئے چارپائیاں بن رہی ہیں کبھی کپڑے تیار ہو رہے ہیں۔ صابن تیل وغیرہ کے اہتمام کئے جا رہے ہیں کھانا سب کا لنگر میں ہے اور چندہ اور عطیہ دینے والے دے رہے ہیں آمدن کا پورا پورا حساب رکھا جا رہا ہے۔ مگر خرچ آخر تک حضور کے ذمے رہا۔

بارگاہ لاثانی میں باہر سے آنے والوں کا اتنا خیال تھا کہ ہر سال ان کے لئے انتظامات وسیع سے وسیع تر ہوتے جاتے۔ مسجد کی تکمیل کے علاوہ روضہ قدس کے ارد گرد طویل برآمدہ، وضو کی ٹونٹیاں، طہارت خانے اور ہر جگہ روشنی کا اہتمام، یہ سب حضور نقش لاثانی ہی کے دست کرم سے ہوا اور محض نفع رسانی خلق کے لئے ہوا۔ مجھے یاد ہے چند سال ہوئے، آپ پاؤں کے درد کے باوجود، کھیتوں کی طرف جانے کے لئے تیار ہو گئے۔ برسات کا موسم تھا اور راستے جل تھل، مجھے یونہی خدشہ پیدا ہوا کہ طبع مبارک بھی کچھ ایسی ہے زمین بھی پھسلنی، گھوڑی کا پاؤں ذرا پھسلے تو نا معلوم کیا ہو عرض کیا حضور صاحبزادہ صاحب کھیت میں موجود ہیں۔ آپ یہیں تشریف رکھیں اور خلق خدا کو فیض پہنچائیں فرمایا وہاں بھی تو خلق خدا کے لئے ہی جا رہا ہوں ورنہ میرے لئے دو روٹیاں کافی ہیں، یوں محسوس ہوتا تھا۔ آپ خود کو محض شاہ لاثانی قدس سرہ کا خادم سمجھتے تھے اور باقی حاضرین کو حضور کا مہمان، اس لئے سب لوگ کھانا کھا لیتے تو آپ تناول فرماتے۔

حضور کا دائرہ کرم انسانوں تک ہی محدود نہ تھا۔ بلکہ حیوانات اور چوپائے بھی آپ کی رحمت سے فیض یاب تھے۔ مویشیوں کے چارے اور پانی کا کتنا خیال ہوتا تھا، اہل دربار سے مخفی نہیں۔ کئی سال گزرے جولائی یا اگست کے دن تھے۔ حضور رات کے وقت دربار شریف سے باہر آ رہے تھے کہ ہمسایوں کی ایک بھینس بچے سمیت گوبر میں لت پت تھی۔ اس حال میں مچھروں کی یلغار جو ان پر ہو رہی تھی۔ حضور سے دیکھی نہ گئی اس کے مالک کو بلا کر فرمایا۔ میری بات کا تم پر اثر تو نہیں ہوگا۔ تاہم ان جانوروں پر رحم کھاؤ اور کہیں باہر کھلی ہوا میں باندھو۔

انہی مویشیوں کی خاطر حضور نے ایک حوض بنایا۔ جس میں اپنے ہی نہیں دوسروں کے جانور بھی نہاتے اور پانی پیتے ہیں۔

شجاعت وقوت، عزم واستقلال

حضور نقش لاثانی علیہ الرحمہ کے متعلق آپ دیکھ چکے ہیں کہ بارہ تیرہ سال کی عمر ہی میں آپ کثرت مصروفیات کی بناء پر دن رات میں ایک دو گھنٹوں سے زیادہ آرام نہیں فرماتے تھے اور پھر روز بروز ان میں اضافہ ہی ہوتا گیا۔ اس دور میں آپ کی شجاعت وقوت کا یہ عالم تھا کہ ریل گاڑی قلعہ صوبہ سنگھ سے چل پڑتی اور حضور دربار شریف کے باہر تین کنوؤں کے جواب

بھر دیے گئے ہیں۔ قریب ہوتے' یہاں سے تیزی سے دوڑتے تو میل سوا میل کا یہ فاصلہ طے کر کے گاڑی پکڑ لیتے۔ ایک دفعہ حضور شاہ لاثانی قدس سرہ گاڑی سے اترے اتفاق سے حضرت اسی گاڑی میں تھے۔ مگر یہ بات اسٹیشن پر اتر کر معلوم ہوئی کہ حضور شاہ لاثانی تشریف لائے ہیں چنانچہ وہیں سے دوڑ کر دربار شریف آئے' کپڑے بدلے اور گھوڑی کس کر پھر استقبال کے لئے سڑک پر جا ملے۔ سواری کے وہ جانور جو اپنی پیٹھ پر کسی کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ حضرت کے سامنے دم نہیں مارتے تھے۔ بعض لوگوں نے اسی کو کرامت سمجھا اور حضور کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے۔

یہ حضور کی نظر کرم کا ایک اہم اثر تھا۔ کہ آپ کے سامنے یوں لگتا تھا کہ جیسے دوسروں میں بھی قوت و شجاعت منتقل ہو گئی ہو مثلاً جس کام کو دشوار سمجھا جاتا حضور سامنے تشریف لے آتے تو وہی آسان دکھائی دیتا۔ اس قسم کے واقعات بہت دفعہ پیش آئے کہ ایک بہت بڑی لکڑی جسے ٹرالی یا ٹرک پر لادنا چاہتے ہیں' کئی آدمیوں کی اجتماعی قوت کے باوجود نہیں لادی جا رہی مگر حضور کی تشریف آوری ہوئی تو چند لمحوں میں کام بن گیا۔ کبھی کبھی حضور اپنا ہاتھ مبارک اور کبھی عصا مبارک بھی لگا دیتے تھے۔

خداوند کریم نے آپ کو زبردست قوت فیصلہ سے مالا مال کیا تھا۔ جو فیصلہ کرتے خوب غور و غوض بلکہ مومنانہ فراست سے کرتے اور اس کے بعد کبھی تذبذب کا شکار نہ ہوتے۔ بلکہ قرآن حکیم کے اس حکم کی عملی تفسیر بن جاتے تھے کہ۔

فان عزمت فتوکل علی اللہ

ترجمہ: سو اگر تو ارادہ کر لے تو اللہ پر بھروسہ کر۔

اس توکل علی اللہ کا نتیجہ تھا کہ جو منصوبہ بنایا' اسے کبھی نہیں چھوڑا دینی امر ہو یا دنیوی' سیاست ہو یا معاشرت' ایک فیصلہ کر لیا' کر لیا۔ پھر اس توکل اور مستقل مزاجی ہی کی برکات کا ایک پہلو یہ تھا۔ کہ مہینوں کا کام ہفتوں میں اور ہفتوں کا دنوں میں ہوتا ہے۔ دربار شریف کی وسیع و عریض عمارات اس پر شاہد عادل ہیں کہ کتنا مہلت طلب کام کتنی جلدی ہو جاتا تھا۔ اچھی خاصی مسجدیں دو دن میں چھت تک پہنچ جاتی تھیں۔ علی پور سیداں شریف کی قدیم ترین مسجد کو حضور نے دوبارہ از سر نو بنانا چاہا تو اپنی تمام خصوصیات حسن و جمال کے ساتھ چودہ دن میں ہر طرح مکمل ہو گئی (جسے دیکھنے والا یہ تصور بھی نہیں کر سکتا) شکر گڑھ میں مسجد نقش لاثانی پر صرف دو دن میں چھت ڈال دی گئی۔ اس وقت کے وہاں کے اے سی جناب محمود بٹ نے اسے عظیم کرامت قرار دیا۔

زہد

زہد سے مراد دنیا کی رغبت سے محفوظ ہونا۔ سیدی حضور نقش لاثانی قدس سرہ کو حرص و ہوس' نمود و ریا اور دنیوی کروفر سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ اپنے جد امجد حضور شاہ لاثانی علیہ الرحمہ کی طرح ہمیشہ سادہ لباس پہنا' سادہ غذا پسند فرمائی' سادہ گفتگو اور سادہ ادائیں اپنائیں۔ مشائخ میں آج کل ایسے بہت کم ہیں جنہیں قدرت نے سادگی کی دولت سے نوازا ہے۔ اس دور میں عموماً شیروانی' واسکٹ جناح کیپ اور شلوار وغیرہ علم و عرفان کے لوازمات میں شمار کیے جاتے ہیں میرے حضور کی زیارت کرنے والے گواہ ہیں کہ آپ ہمیشہ ان تکلفات سے بالاتر رہے۔ سفر ہو کر حضر یاران طریقت میں جلوہ گر ہوں یا کسی رشتہ دار کے ہاں' ایک ہی لباس زیب تن رہا یعنی ایک سفید کرتا اور تہہ بند لٹھے کی ایک ٹوپی اور ایک باریک چادر شانہ مبارک پر بوٹ وغیرہ کی جگہ ہمیشہ دیسی جوتا استعمال فرمایا۔ مگر اس سادگی میں بھی وہ ہیبت مومنانہ تھی جو شہیدان تکلف کو کبھی میسر نہ آ سکی۔ ایسا رعب و جلال کہ بڑے بڑے باتونی اور شہسواران خطابت بھی مجلس میں دم بخود رہتے تھے۔ بلکہ تصرف کا یہ عالم تھا کہ جس سے جو چاہتے کہلوا لیتے تھے۔ ہاں نیاز مند اور مخلص لوگوں پر بہت کرم فرماتے۔ مگر تکلف و تصنع اور کبر و غرور والوں کو ہرگز پسند نہیں فرماتے تھے اور جب تک اپنی توجہ سے ان کا باطن ہموار نہیں کر لیتے تھے انہیں اذن لب کشائی نہیں دیتے تھے۔ حضور کی خوراک از حد سادہ تھی۔ جن کھانوں کی عظمت و فضیلت کتاب و سنت سے واضح ہے ان کے سوا کسی کھانے کے متعلق نہیں کہا جا سکتا کہ آپ کو پسند تھا یا ناپسند' چنانچہ آپ کے فرزند اکبر الحاج پیر سید عابد حسین شاہ مدظلہ نے آپ کے زہد پر گفتگو کرتے ہوئے ایک دفعہ اس نکتے کی بڑی وضاحت کی تھی۔

پھر کھانے کے مقدار کے بارے میں حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہدایات ارشاد فرمائی ہیں' میرے مرشد عالی علیہ الرحمتہ نے ہمیشہ انہیں مدنظر رکھا۔ بلکہ وہ آپ کی طبیعت کا حصہ بن گئی تھیں۔ چنانچہ آپ نے کبھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا اور نہ ہی آپ کو کبھی ڈکار آئی۔ ایک دفعہ کسی نے

ابو ہاضم' پیش کیا تو فرمایا' میں کبھی اتنا نہیں کھاتا کہ ایسی چیزوں کی ضرورت پڑے' اسی طرح شدید پیاس کے باوجود آپ پانی وغیرہ کا ایک پورا گلاس بھی نوش نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دفعہ آپ نے پیاس کا اظہار فرمایا تو خادم نے صرف گلاس کا قریباً 3/4 حصہ لسی سے بھر کر خدمت میں پیش کیا' میں نے حیرت سے پوچھا کہ اس تیز پیاس میں آپ ایک گلاس بھی نہیں بھر رہے۔ بولا حضور اتنا بھی نوش فرمائیں تو بڑی بات ہے۔ عموماً آدھ گلاس سے زیادہ نوش نہیں فرماتے۔

حضور کا طرز تکلم بھی سادہ ہوتا تھا سیدھی سادی بات سیدھے سادے انداز میں کرتے تھے۔ مگر اس میں اتنی جان ہوتی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ یہ سادہ گفتگو از حد دلآویز ہوتی تھی اور سننے والے کے دل و دماغ کو سرور سے بھر دیتی تھی۔ چونکہ آپ کا وقت زیادہ تر ذکر میں گزرتا تھا۔ لہٰذا بہت کم بولتے تھے۔ مگر جو فرما دیتے اس میں بلا کی تاثیر اور لذت ہوتی تھی۔ بعض دفعہ حضور ایک جملہ ارشاد فرما دیتے اور اس میں ایسی جامعیت ہوتی تھی کہ ہر سننے والا اسے اپنے سوال کا جواب سمجھتا تھا۔ ایک دفعہ حضور نے ذرا بلند آواز سے بسم اللہ شریف پڑھی تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں نے پہلی بار سنی ہے۔

خوف وعبادت

خدا کا خوف معرفت خداوندی پر منحصر ہے جتنا عرفان ہوگا۔ اسی قدر یہ خوف خدا ہر ولی اسی عرفان وخوف سے آراستہ ہوتا ہے خوف کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی کام رب کی رضا اور حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف نہ کیا جائے خدا کا سب سے بڑا دشمن اپنا نفس ہے۔ اگر انسان اس کا تابع مہمل ہو جائے تو خداوند کریم سے اس کا رشتہ کٹ جاتا ہے۔

ہم نے حضور نقش لاثانی قدس سرہ کے زہد اور نفس کشی کا کچھ حال عرض کر دیا ہے۔ عبادت کی روح بھی اپنی بندگی (یعنی بندہ ہونے) کا احساس ہے۔ انسان کے رگ و ریشہ میں یہ تصور سما جائے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ انسان جوں جوں اس روح عبادت کے قریب ہوتا جاتا ہے۔ غفلت کے پردے چاک ہوتے جاتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے نزدیک غفلت کا نہ ہونا ہی ذکر ہے۔ بہر حال خوف وعبادت کی علامت بھی یہی ہے کہ کوئی کام شریعت کے خلاف نہ ہو۔

سیدی حضور قبلہ عالم قدس سرہ خدا کے ذکر میں اس حد تک محو تھے کہ بحمدہ تعالیٰ نیند میں بھی غفلت طاری نہیں ہو سکتی تھی (جیسا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اکابر اولیاء کو یہ کمال حاصل ہوتا رہا ہے) سلوک نقشبندیہ میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمہ کے یہ آٹھ نکات بہت مشہور ہیں۔ (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) بازگشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت۔

سیدی نقش لاثانی قدس سرہ ان سب کے جامع تھے۔ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب صدیقی خطیب بھائی پھیرو کی روایت کے مطابق حضرت میاں نواب الدین صاحب مدظلہ نے فرمایا' میں کئی بزرگوں کی صحبت میں رہا ہوں۔ مگر بحمدہ تعالیٰ مراقبے میں جتنی پرواز ان کی ہے کسی کی نہیں دیکھی' ان کے مراقبے کی کوئی حد نہیں۔

آخری دنوں میں' میں حضور کی زیارت کرتا تو سیدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ کا آخری دور یاد آ جاتا۔ سیرت کی کتابوں میں درج ہے کہ حضرت مجدد از حد تنہائی پسند اور اکثر استغراق کی کیفیت میں رہتے تھے۔ 'ں اگرچہ اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کرتا تھا مگر یہ خیال دور نہیں ہوتا تھا۔

یاد رہے کہ خلق خدا کی خدمت کا جذبہ بھی عظیم عبادت ہے۔

یہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست
طریقت بجز خدمت خلق نیست

حضور نقش لاثانی مدظلہ میں یہ جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا جس کے بعض مظاہر کا ذکر آ چکا ہے۔

حضور کا خوف وعبادت کے ساتھ اتنا گہرا تعلق تھا کہ جو شخص آپ کی مجلس میں بیٹھتا' اس میں بھی حسب استعداد یہ کیفیت طاری ہو جاتی۔ اسی طرح جس شخص کے دل میں بھی آپ کی محبت موجزن ہو جاتی تھی' وہ ذکر و فکر اور ذوق عبادت سے سرشار ہو جاتا تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے اسی نکتے کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مجھے نوافل کی توفیق اپنے والد ماجد کے طفیل ملی ہے اس کی تصدیق ہمارے ہاں حضور کی صحبت ومحبت سے بھی ہو جاتی تھی وہ لوگ جنہیں صبح کی نماز پڑھنا بھی دشوار تھا آپ کے صدقے میں فرائض پنجگانہ ہی نہیں بلکہ تہجد کے بھی پابند ہو گئے ان میں بچے جوان اور بوڑھے سب شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

چودھری محمد یوسف

قربانی کیا ہے؟

اصطلاح شرع میں حلال جانور کو اللہ تبارک و تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذبح کرنا قربانی کہلاتا ہے۔

جناب حضرت زید ابن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم۔

ماھذہ الاضاحی یہ قربانیاں کیا ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سنۃ ابیک ابراھیم ''تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت ہے۔'' عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ان میں ہمارے لئے کیا ہے؟ فرمایا: لکل شعرۃ حسنۃ قالوا الصوف یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ' قال بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔

''ہر بال کے بدلے نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ جو اون ہے اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے فرمایا اون کے ہر ہر بال کے عوض نیکی ہے۔''

﴿ابن ماجہ ص ۲۳۳' مشکوٰۃ ص ۱۲۹' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۱﴾ اس کی دو سندیں ہیں ایک میں ہے کہ ہر قطرہ کے بدلے نیکی ہے۔

﴿مسند احمد جلد ۴ ص ۳۶۸' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۳۸۹' الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۴' درمنثور جلد ۴ ص ۳۶۱' المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۵ ص ۲۲۳' تاریخ بخاری جلد ۳ ص ۳۰۲﴾

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ

اقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالمدینۃ عشر سنین یضحی.

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے دس سال مدینہ شریف میں قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرماتے رہے۔''

﴿ترمذی جلد ۱ ص ۲۷۷' مشکوٰۃ ص ۱۲۹﴾

محبوب کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان

دورِ جدید کے مادہ پرست اور نیچری لوگ قربانی کے بجائے نقد رقم غرباء کو تقسیم کرنے کا پروپیگنڈہ کرتے ہیں۔ غریبوں کے ملجاء و ماویٰ نبی الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ اس معاملہ کو جانتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غریبوں کی امداد کے لئے دیگر عبادات' زکوٰۃ خیرات و صدقات کے احکام جاری فرمائے ہیں۔ قربانی اپنی جگہ ایک علیحدہ عبادت ہے جس کے بارے میں مادہ پرستوں کی باتوں پر کان دھرنے کی بجائے اپنے کریم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ جسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا ہے کہ:

ماعمل ابن ادم یوم النحر عملاً احب الی اللہ عزوجل من ھراقۃ دم وانہ لیاتی یوم القیامۃ بقرونھا واظلافھا واشعارھا قبل ان یقع علی الارض فطیبوا بھانفساً۔

ترجمہ: ’’یوم النحر یعنی دسویں ذوالحجہ میں ابن آدم کا کوئی عمل قربانی کرنے سے زیادہ محبوب نہیں اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اور بال اور کھروں کے ساتھ آئے گا اور خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تبارک وتعالیٰ جل مجدہ الکریم کی بارگاہ میں قبولیت کے مقام پر پہنچ جاتا ہے لہٰذا خوش دلی کے ساتھ قربانی کرو۔‘‘

﴿مشکوٰۃ ص ۱۲۸، ابن ماجہ ص ۱۳۳، ترمذی جلد ا ص ۲۷۵، الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۱۵۳ باختلاف الفاظ عن ابن عباس جلد ۲ ص ۱۵۴ مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۹ ص ۲۶۱، قرطبی جز ۱۵ ص ۱۰۸، شرح السنۃ جلد ۴ ص ۳۴۲، درمنثور جلد ۴ ص ۳۶۱﴾

قربانی کرنے والے کو نصیحت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا دخل العشر واراد احدکم ان یضحی فلا یمس من شعرہ ولا بشرہ شیئاً

’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذوالحجہ کا چاند نظر آجائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہوتو اپنے بال اور بدن میں سے کچھ نہ لے۔‘‘ انہی سے دوسری روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من رای منکم ھلال ذی الحجۃ فاراد ان یضحی فلا یقربن لہ شعراً ولا ظفراً.

جو شخص تم میں سے قربانی کرنا چاہے تو نہ اپنے بال لے اور نہ ناخن۔

﴿الف۔ سنن نسائی جلد ۲ ص ۲۰۱، مسلم شریف، ابوداؤد جلد ۲ ص ۳۰، ابن ماجہ ص ۲۳۴، مشکوٰۃ ص ۱۲۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۷ ص ۲۱۲، ب۔ ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ ص ۲۳۴، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۲۰۶، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۲۱۸، شرح معانی الآثار جلد ۴ ص ۱۸۱﴾۔

قربانی کی طاقت نہ رکھنے والے کیلئے انعام خداوندی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

امرت بیوم الاضحیٰ علیکم جعلہ اللہ لھذہ الامۃ قال الرجل ارایت ان لم اجد الا منیحۃ انثی افاضحی بھا قال لا ولکن تاخذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فتلک تمام اضحیتک عنداللہ۔

ترجمہ: ’’مجھے قربانی کے دن ﴿دسویں ذوالحجہ﴾ کو عید کرنے کا حکم ہوا ہے جس کو اللہ جل جلالہ نے اس امت کے لئے ﴿عید﴾ کیا ہے۔ ایک شخص بولا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں نہ پاؤں مگر ایک اونٹنی یا بکری جو پرائی ہو اور دودھ پینے یا مال لینے کے واسطے بطور عاریۃ مجھ کو ملی ہو کیا میں اس کی قربانی کروں۔ فرمایا نہیں تو ﴿قربانی کے دن﴾ اپنے بال کترا اور ناخن اترا، مونچھ کترا اور زیرناف بال صاف کر۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک یہی تیری قربانی ہے یعنی جو شخص قربانی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ بھی قربانی کرنے والے کی طرح ذوالحجہ کے چاند نکلنے سے قربانی کے دن تک حجامت وغیرہ نہ بنوائے بلکہ قربانی کے دن یہ کام کرے تو اسے اس عمل کی برکت سے قربانی کرنے کا ثواب حاصل ہوگا۔‘‘

صاحب وسعت پر قربانی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا.

ترجمہ: ’’جس شخص کو طاقت ہو ﴿یعنی اتنی دولت اس کے پاس ہو﴾ اور وہ قربانی نہ کرے تو ہماری مسجد نہ آئے۔‘‘

﴿ابن ماجہ ص ۲۳۲، کنزالعمال حدیث نمبر ۱۲۱۵۹، تاریخ بخاری جلد ۸ ص ۳۳۸، نصب الرایۃ جلد ۴ ص ۲۰۷﴾

قربانی تین دن ہے

حضرت نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

الاضحی یومان بعد یوم الاضحی.

ترجمہ: یعنی قربانی عید قربان کے دن، کے بعد دو دن ہے۔‘‘

﴿مشکوٰۃ ص ۱۲۹، موطا امام مالک ص ۴۹۷﴾

علامہ یوسف نبہانی

حضرت سیدنا

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامات

۱- برزخیوں سے سوال و جواب

سیدنا امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ان کی کرامات سے ایک کرامت یہ ہے جو ابن ابی الدنیا نے کتاب القبور میں نقل کی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بقیع کے قبرستان کے پاس سے گزرے۔ فرمانے لگے شہر خموشاں کے مکینو! السلام علیکم' ہمارے پاس کی خبریں تو یہ ہیں کہ تمہاری بیویوں نے اور شادیاں رچالی ہیں اور تمہارے گھروں میں اور لوگ رہ رہے ہیں اور تمہارے مال بانٹ دیے گئے ہیں یہ سن کر ایک آواز دینے والے نے جواب دیا۔ حضور فاروق اعظم !ہمارے پاس یہ خبریں ہیں کہ جو نیکیاں ہم نے اپنے سے پہلے اس عالم میں بھیج دی تھیں' وہ یہاں ہمیں مل گئی ہیں جو ہم خود راہ خدا میں خرچ کر آئے ہیں اس کا نفع حاصل کرلیا ہے اور جو پیچھے چھوڑ آئے ہیں وہ تو صرف خسارہ ہی خسارہ ہے۔

ابن عساکر نے یحییٰ بن ایوب خزاعی سے روایت لی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ایک نوجوان کی قبر پر تشریف لے گئے اور پکارے اے فلاں:

ولمن خاف مقام ربه جنتان. اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہوتے ہیں ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔

قبر کے اندر سے اس نوجوان نے جواب دیا' جناب فاروق !میرے رب نے جنت میں دو دفعہ وہ جنتیں عطا فرمائی ہیں۔

۲- حضرت ساریہ کو مدینہ طیبہ سے خطاب

امام تاج الدین سکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ ہے کہ ان کی ذات کے متعلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

لقد کان فیمن قبلکم ناس محدثون فان یک فی امتی احد فانه عمر — سابقہ امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوتے تھے جنہیں الہام ہوتا تھا مگر میری امت میں کوئی ایسا ہوا تو وہ عمر ہوں گے۔

جسے ہم قصہ ساریہ بن زنیم خلجی کہتے ہیں' فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مسلم لشکر کا جرنیل جناب ساریہ رضی اللہ عنہ کو بنایا اور علاقہ فارس کی طرف آپ کو روانہ فرمایا۔ آپ نے نہاوند کو گھیر رکھا تھا کہ لشکر مصیبت میں پھنس گیا۔ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہوگئی' مسلمان شکست کھانے ہی والے تھے کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں مسجد نبوی کے منبر پر جلوہ افروزہ ہوکر خطبہ دینے لگے۔ دوران خطبہ بلند آواز سے بطور امداد پکارے۔

یاسارية الجبل — اے ساریہ پہاڑ کا خیال رکھ۔

جو بھیڑیے کو بھیڑوں کا چرواہا بناتا ہے وہ ظلم کرتا ہے۔ یہ آواز تھی کہ بجلی کا کڑکا تھا کہ نہاوند کے سامنے ساریہ اور ان کی فوج نے جناب عمر رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ وہ پہاڑ کی اوٹ میں آگئے اور کہنے لگے۔ یہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز ہے۔ وہ نجات پاگئے اور فتح یاب ہوئے۔ (ملخصا از علامہ سکی)

۳- کرامت فاروق کی تائید بزبان حیدر کرار

تاج الدین سکی فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ امام والد گرامی تقی الدین سکی رحمۃ اللہ علیہ سے اس حدیث میں اتنا مزید سنا تھا کہ جناب کرار رضی اللہ عنہ بھی

تشریف رکھتے تھے انہیں کہا گیا جو کچھ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے ہیں اس کی حقیقت کیا ہے؟ ساریہ تو ہم سے بہت دور ہیں؟ حیدر کرار رضی اللہ عنہ نے فرمایا' فاروق کو اپنے حال پر چھوڑ دو وہ جس معاملے میں بھی اترتے ہیں اس سے نکلنے کا راستہ ان کے لئے موجود ہوتا ہے۔ پھر آپ نے آخرت کے احوال ارشاد فرمائے۔ امام سبکی فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اس کرامت کا اظہار نہیں چاہتے تھے۔ دراصل انہیں کشف ہوا اور سب مجاہدین کو انہوں نے بالکل اپنے سامنے پایا' گویا وہ خود ان کے درمیان موجود ہیں اور مدینہ منورہ کی مجلس سے غائب ہیں۔ نہاوند میں مسلمانوں کو جو افتاد پڑ رہی تھی آپ کے حواس اس میں مستغرق تھے۔ اب آپ نے مجاہدین کے امیر کو یوں خطاب کیا جیسے اپنے ساتھی کو خطاب کیا جاتا ہے کیونکہ یا تو حقیقتاً آپ اس کے ساتھ تھے یا اس طرح اس کے ساتھ تھے کہ گویا اس کے ساتھ ہیں۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ ایسے معاملات جو اللہ کریم مقربین کی زبان سے جاری فرماتے ہیں۔ ہوسکتا ہے بعد از عرفان ان کی زبانوں سے صادر ہوں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ بلا عرفان صدور پذیر ہوں۔ بہرحال دونوں صورتوں میں یہ کلمات کرامت ہی ہوتے ہیں۔ عدم عرفان کی صورت میں اس لئے کہ اللہ کریم نے باقی ساری کائنات کو چھوڑ کر انہیں ان کلمات کے لئے منتخب فرمایا اور ان کی مقدس زبانوں پر انہیں جاری کیا۔

۴- زمین کو فاروقی حکم

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت واقعہ زلزلہ ہے۔ امام الحرمین رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''الشامل'' میں یہ واقعہ یوں بیان کیا ہے کہ دور فاروقی میں زمین زلزلے سے لرزنے لگی۔ آپ نے اللہ کریم کی حمد وثناء فرمائی مگر پھر بھی زمین لرزتی اور جھومتی رہی۔ آپ نے پھر اسے اپنا کوڑا مارا اور فرمایا۔ تھم جا! کیا میں تیری سطح پر عدل نہیں کرتا ہوں۔ زمین فوراً تھم گئی۔ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فی الحقیقت ظاہر و باطن میں امیر المومنین اور زمین اور اس کی آبادی میں اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے اور زمین کو بھی اس سے صادر ہونے والے واقعات پر تادیب و تعزیر فرماتے جس طرح اس پر آباد انسانوں کی غلطیوں پر انہیں تعزیر سے باز رکھتے۔

۵- دریائے نیل کے نام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا گرامی نامہ

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام الحرمین فرماتے ہیں کہ دریائے نیل کا قصہ بھی زلزلہ والے واقعہ سے ملتا جلتا ہے۔ واقعہ یوں ہے کہ دور جاہلیت میں نیل میں اس وقت تک پانی جاری نہیں ہوتا تھا جب تک اس میں ہر سال ایک کنواری لڑکی نہ ڈالی جاتی جب دور اسلام آیا اور دریائے نیل

یہ خط جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دریا میں ڈال دیا یہ خط واقعہ صلیب سے ایک دن پہلے ڈالا۔ مصری جلاوطنی اور ملک بدری پر تلے بیٹھے تھے۔ صبح دیکھا تو دریا سولہ گز چڑھ چکا تھا

اپنے بہنے کے وقت جاری نہ ہوا تو مصری حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے' نیل کا ایک انداز ہے۔ یہ اس وقت تک نہیں چلتا جب تک ایک کنواری لڑکی والدین کی موجودگی میں اس میں نہ ڈال دی جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ تاحد امکان وہ اچھے لباس اور عمدہ زیورات میں ملبوس ہو۔ ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' ار، تو یہ نہ ہوگا کیونکہ اسلام سابقہ رواجات کو ختم کرنے کے لئے آیا ہے تین ماہ لوگ منتظر رہے مگر نیل میں کچھ بھی پانی نہ آیا اور لوگوں نے ملک چھوڑ کر چلے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ تب حضرت ابن عاص رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو پیش کیا۔ آپ نے جواباً فرمایا' آپ کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک ہے کہ اسلام پہلے کے رواجات و رسوم کو مٹا دیتا ہے ﴿لہٰذا اب مصر میں بھی لڑکی کو دریا میں ڈالنے کی رسم جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مترجم﴾ میں آپ کو ایک کارڈ بھیج رہا ہوں' اسے نیل کی نذر کر دیجئے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کارڈ دریا میں ڈالنے سے پہلے کھولا' اس میں تحریر تھا ''یہ خط امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کے نام ہے۔ اس کے بعد' اے دریائے نیل! اگر تو خود بخود چلتا ہے تو تھم جا' لیکن اگر واحد و قہار اللہ نے تجھے جاری رہنے کا حکم دے رکھا ہے تو ہم واحد و قہار اللہ ہی سے التماس کریں گے کہ تجھے جاری رکھے۔'' یہ خط جناب عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے دریا میں ڈال دیا۔ یہ خط واقعہ صلیب سے ایک دن پہلے ڈالا۔ مصری جلاوطنی اور ملک بدری پر تے بیٹھے تھے۔ صبح دیکھا تو دریا سولہ گز چڑھ چکا تھا۔

۶- ختنین کے قاتلوں کو فاروق اعظم پہچانتے تھے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک اور کرامت یہ ہے کہ شام کی

طرف جانے والی ایک فوج آپ کے سامنے آئی اور اس فوج سے ایک گروہ سلامی کے لئے سامنے آیا' آپ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ جب یہ گروہ پیش ہوا تو بھی آپ نے منہ پھیر لیا۔ تیسری دفعہ پھر ایسا ہی ہوا۔ آخرکار پتہ چلا کہ اس گروہ میں جناب عثمان اور جناب کرار رضی اللہ عنہما کے قاتل تھے۔

۷- فاروق کا گمان حقیقت ہوتا تھا

امام نووی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ریاض الصالحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی چیز کے متعلق بھی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرما دیتے کہ میرا اس کے متعلق گمان یوں ہے تو وہ اسی طرح ہوتا جس طرح آپ کا گمان ہوتا۔ یہ واقعہ میں نے حجتہ اللہ علی العالمین میں ذکر کیا ہے۔ حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ اور نیل کے مشہور واقعات میں نے مناوی کی طبقات کبریٰ میں دیکھے اور وہاں آپ کی یہ کرامت بھی دیکھی کہ اگر آپ کو کوئی آدمی بات بتاتا اور اس میں کسی جگہ جھوٹ کی ملاوٹ ہوتی تو آپ فرماتے۔ یہ حصہ چھوڑ دیجئے۔ وہ آگے بیان کرتے ہوئے پھر کوئی غلط بات کہتا تو آپ فرماتے یہ چھوڑ دیجئے۔ وہ آدمی پکار اٹھتا کہ یاامیرالمومنین! میں نے جو بیان کیا وہ سچ ہے مگر جس سے آپ نے روک دیا' وہ غلط ہے۔

۸- عجیب نام

آپ کی ایک کرامت یوں ہے کہ آپ۔ نے ایک آدمی سے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ وہ بولا جمرہ ﴿چنگاری﴾ آپ ۔ نے فرمایا' کس کا بیٹا ہے؟ کہنے لگا شہاب ﴿شعلہ﴾ کا بیٹا ہوں۔ آپ ۔ نے کہا' کس قبیلے سے ہے؟ اس نے جواب دیا حرقہ ﴿جلن﴾ قبیلہ سے ہوں۔ ارشاد فرمایا' مسکن کہاں ہے؟ کہنے لگا ذات لظی ﴿شعلے والے﴾ حصے میں۔ حضرت نے فرمایا اپنے گھر والوں کی خبر لے۔ وہ تو جل چکے ہیں اور جب اس نے پتہ کیا تو بات صحیح نکلی۔

۹- آگ کے نام حکم

امام رازی نے اپنی شہرہ آفاق تفسیر میں سورۂ کہف کی شرح میں لکھا ہے کہ مدینہ طیبہ میں کسی گھر کو آگ لگ گئی۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک چیتھڑے پر لکھا' اے آگ! حکم خداوندی سے تھم جا۔ لوگوں نے یہ چیتھڑا آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی۔

۱۰- شیر حضرت فاروق اعظم کی رکھوالی کرتے ہیں

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کرامت بھی بیان فرمائی ہے کہ شاہ روم کا ایلچی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضری کیلئے مدینہ طیبہ میں آیا اور آپ کے دولت کدہ کو تلاش کرنے لگا۔ اس کا خیال تھا کہ آپ کا گھر بھی کوئی شاہی محل قسم کا ہوگا۔ لوگوں نے اس کو بتایا کہ ان کا محل کوئی نہیں وہ تو اس وقت شہر سے باہر صحرا میں دودھ دوہنے تشریف لے گئے ہیں جب وہ صحرا میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ سر کے نیچے اپنا درہ رکھے مٹی پر سو رہے ہیں۔ یہ دیکھ کر سفیر صاحب ششدر رہ گئے۔ کہنے لگے کہ مشرق و مغرب کے لوگ اس انسان سے ڈرتے ہیں اور اس کی کیفیت یہ ہے۔ پھر جی میں سوچا کہ وہ تنہا ہیں' مجھے انہیں قتل کر دینا چاہئے تاکہ لوگوں کو ان سے نجات مل جائے جب اس نے قتل کے لئے تلوار اٹھائی تو اللہ کریم نے زمین سے دو شیر نکال دیئے۔ وہ اس کی طرف لپکے وہ ڈر گیا اور تلوار ہاتھ سے دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھ کھل گئی مگر انہیں تو کوئی شیر وغیرہ دکھائی نہ دیا' آپ نے اس سے کیفیت پوچھی تو اس نے سب ماجرا بیان کر دیا اور آغوش اسلام میں پناہ لی۔

۱۱- خبر متواتر سے عظمت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

اس کے بعد امام رازی نے اور بھی کرامات ذکر فرمائی ہیں۔ جن کا میں ذکر کر چکا ہوں۔ آخر میں امام موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ واقعات اخبار احاد ہیں مگر یہاں وہ کرامت بھی ہے جو متواتر ہے اور وہ یہ ہے آپ زینت دنیا سے نفور اور اس کے تکلفات و ملمع سازیوں سے بے حد دور ہونے کے باوجود شرق و غرب کی سیاست پر چھا گئے۔ ممالک و دول کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو پتہ چلے گا کہ سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی اور انسان کو وہ کچھ میسر نہیں آیا جو آپ کو ملا۔ وہ ان تکلفات دینوی سے بہت دور ہونے کے باوجود ان سیاسیات پر کیسے قادر ہوئے اور یہی وہ عظیم کرامت ہے جسے درجۂ تواتر سے نقل کیا گیا ہے۔

جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک چیتھڑے پر لکھا' اے آگ! حکم خداوندی سے تھم جا۔ لوگوں نے یہ چیتھڑا آگ میں ڈال دیا تو آگ فوراً بجھ گئی

تحریر: محمد آصف دہلوی سہانپوری

عیسائیت کی خفیہ سرنگ

نواب چھتاری کے حوالے سے ایک خوفناک منصوبے کا انکشاف

دوران سفر ایک صاحب سے میں نے دریافت کیا: ''کیا آپ نے سلمان رشدی کی لکھی ہوئی کتاب ''شیطانی آیات'' پڑھی ہے؟ اس میں کیا لکھا ہے جو اس قدر مخالفت ہو رہی ہے؟''

انہوں نے کہا: ''پڑھی تو میں نے بھی نہیں مگر سنا ہے کہ اس کتاب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت توہین ﴿حاکم بدہن﴾ کی گئی ہے۔ اسی وجہ سے مسلمانوں کی طرف سے اس قدر احتجاج کیا جا رہا ہے۔''

دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ مجھے ایک پرانا قصہ یاد آ گیا۔ وہ قصہ یوں ہے۔

''میرے ایک دوست جو علی گڑھ میں نواب چھتاری کے ہاں کسی اونچی ملازمت پر تعینات تھے اور نواب صاحب ان سے کافی بے تکلف تھے۔ انہوں نے یہ واقعہ سنایا کہ نواب صاحب ہندوستان کی تقسیم سے پہلے انگریزوں کے بڑے بہی خواہ تھے۔ وہ مسلم لیگ اور کانگرس پارٹی سے بالکل لاتعلق تھے اور سیاست میں انگریزوں کے ہر طرح مددگار تھے۔ اسی لئے انگریزی حکومت نے ان کو یوپی کا گورنر بنا دیا تھا۔

ایک بار برطانوی حکومت نے سب ہندوستانی صوبوں کے گورنروں کو مشورے کے لئے انگلستان بلایا تو نواب صاحب بھی بحیثیت گورنر انگلستان گئے۔ یہاں علی گڑھ کا جو بھی کلکٹر نیا آتا تھا' ان سے برابر ملتا رہتا تھا اور کبھی کبھی آگرہ کا کمشنر بھی۔ ان سب افسران کے نواب صاحب سے عمدہ تعلقات تھے جب نواب صاحب لندن پہنچے تو جو کلکٹر اور کمشنران کے پرانے ملاقاتی تھے اور ریٹائر ہو کر انگلستان چلے آئے تھے' جب انہیں نواب صاحب کی آنے کی اطلاع ملی تو وہ ملنے آئے۔ ان میں سے ایک کلکٹر جو نواب صاحب سے بہت مانوس تھا' اس نے کہا: ''نواب صاحب! آپ یہاں تشریف لائے ہیں تو آئیے میں آپ کو یہاں کے عجائب خانے دکھاؤں جن میں ہزاروں برس پرانی ایسی ایسی چیزیں ہیں جو آپ نے کبھی دیکھی نہ سنی ہوں گی۔''

نواب صاحب نے کہا ''عجائب خانے تو میں نے سب دیکھ لئے' حکومت نے دکھا دیئے اور یہاں جو بھی آتا ہے یہ دیکھ کر ہی جاتا ہے' البتہ اگر تم کچھ دکھانا چاہتے ہو تو ایسی چیز دکھاؤ جو یہاں سے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو''

انگریز کلکٹر نے کہا ''نواب صاحب! ایسی کونسی چیز ہو سکتی ہے جسے اور کوئی دیکھ کر نہ گیا ہو؟ اچھا! میں سوچ کر پھر بتاؤں گا۔''

دو روز بعد وہ آیا اور اس نے کہا کہ نواب صاحب میں نے سوچ لیا اور معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ اب آپ کو ایسی چیز دکھاؤں گا جو اور کوئی یہاں سے دیکھ کر نہیں گیا۔ اس پر نواب صاحب خوش ہو گئے اور کہا کہ بس ٹھیک ہے۔ کلکٹر نے نواب صاحب سے پاسپورٹ مانگا اور کہا کہ وہ جگہ دیکھنے کے لئے حکومت سے تحریری اجازت لینی ہوتی ہے' اس لئے پاسپورٹ کی بھی ضرورت ہو گی۔ دو ایک روز بعد وہ نواب صاحب کا اور اپنا تحریری اجازت نامہ لے کر آیا اور کہا کہ کل صبح آپ میرے ساتھ میری موٹر میں چلیں گے۔ سرکاری موٹر نہیں لے جائیں گے۔ نواب صاحب اس پر راضی ہو گئے۔ اگلے روز نواب صاحب اس کے ساتھ روانہ ہوئے۔ شہر سے باہر نکل کر ایک طرف جنگل شروع

ہوگیا۔ اس میں ایک چھوٹی سی سڑک تھی جس پر جوں جوں چلتے گئے' جنگل گھنا ہوتا گیا۔ راستے میں کوئی پیدل چلتا نظر آیا نہ کسی قسم کی سواری پر نظر پڑی۔ کسی طرح کی آمدورفت کا سلسلہ نہیں تھا۔ چلتے چلتے کوئی آدھ گھنٹہ گزرا تو نواب صاحب نے دریافت کیا: ''کیا دکھانے لئے جا رہے ہو؟ کوئی جنگلی جانور ہے یا کوئی تالاب جس میں خاص قسم کے جانور ہیں؟ اس طرف آبادی ہے نہ آمدورفت ابھی کتنا اور چلنا ہے؟''

اس نے کہا: ''بس تھوڑی دور اور چلنا ہے۔ جنگلی جانور یا تالاب وغیرہ نہیں دکھانا''

تھوڑی دیر بعد ایک بڑا دروازہ آیا جو ایک بڑی عمارت کے مین گیٹ کی صورت میں تھا۔ اس میں آگے اور پیچھے دروازے تھے۔ دونوں طرف فوجی پہرہ تھا۔ کلکٹر نے موٹر سے اتر کر پاسپورٹ اور تحریری اجازت نامہ دکھایا۔ اس نے دونوں رکھ لئے اور اندر آنے کی اجازت دے دی مگر یہ کہا کہ آپ اپنی موٹر یہیں چھوڑ دیجئے اور اندر جو موٹریں کھڑی ہیں' ان میں سے کوئی لے لیجئے۔ نواب صاحب نے دیکھا یہ دروازہ کسی عمارت کا نہیں تھا اور اس کے دونوں طرف دیواروں کے بجائے بہت گھنی جھاڑیاں اور کانٹے دار درخت تھے جن میں سے کسی کا گزرنا ممکن نہ تھا۔

موٹر چلتی رہی مگر گھنے جنگل اور جنگلی درختوں کی دیوار کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ نواب صاحب نے گھبرا کر پوچھا ''کب وہاں پہنچیں گے'' اس نے کہا ''بس پہنچ گئے۔ دیکھئے وہ جو عمارت نظر آ رہی ہے' وہاں جانا ہے'' پھر اس نے خاص طور سے یہ کہا ''اس عمارت میں جب داخل ہوں گے تو ہر چیز دیکھئے مگر آپ کسی قسم کا کوئی سوال کسی سے نہیں کریں گے۔ بالکل خاموش رہنا ہے۔ آپ کو جو کچھ دریافت کرنا ہو وہ مجھ سے پوچھ لیجئے گا۔ ویسے تو میں خود ہی بتاتا جاؤں گا۔''

نواب صاحب نے کہا ''اچھا' ٹھیک ہے۔'' عمارت سے تھوڑے فاصلے پر انہوں نے موٹر چھوڑ دی اور پیدل عمارت کی بڑھے۔ یہ ایک بڑی سی عمارت تھی۔ شروع میں دالان تھا' اس کے پیچھے متعدد کمرے تھے جب دالان میں داخل ہوئے تو ایک نوجوان داڑھی مونچھوں والا' عربی کپڑے پہنے اور سر پر رومال ڈالے ایک کمرے سے نکلا۔ ایک دوسرے کمرے سے دو ایک نوجوان نکلے۔ ان لوگوں نے پہلے کمرے سے نکلنے والے لڑکے سے کہا ''السلام علیکم''

دوسرے نے جواب دیا ''وعلیکم السلام۔ کیا حال ہے؟''

نواب صاحب حیران رہ گئے۔ جب لڑکے ان کے قریب سے گزرے تو نواب صاحب نے کچھ دریافت کرنا چاہا' مگر کلکٹر نے فوراً اشارے سے منع کردیا۔ پھر کلکٹر نے انہیں ایک کمرے کے دروازے پر لے جاکر کھڑا کیا۔ دیکھا کہ اندر فرش بچھا ہے اور اس پر عربی لباس میں متعدد طلبہ بیٹھے ہیں اور ان کے سامنے ان کے استاد بالکل اسی طرح بیٹھے سبق پڑھاتے ہیں۔ طلبہ عربی میں اور کبھی انگریزی میں استاد سے سوال کرتے تھے۔

کلکٹر نے نواب صاحب کو سب کمرے دکھائے اور ہر کمرے میں جو تعلیم ہو رہی تھی وہ بھی بتائی۔ نواب صاحب نے دیکھا کہیں کلام مجید پڑھایا جارہا ہے' کہیں قرات سکھائی جارہی ہے' کہیں معنی اور تفسیر کا درس ہورہا ہے' کہیں احادیث پڑھائی جارہی ہیں۔ کسی جگہ بخاری شریف کا سبق ہورہا ہے اور کہیں مسلم شریف کا' کہیں مسئلے مسائل سکھائے جارہے ہیں اور کہیں مصالحات کی وضاحت اور کہیں مناظرہ ہورہا ہے۔ یہ سب دیکھ کر نواب صاحب بہت حیران ہوئے۔ ان کا جی چاہتا تھا کہ ایک آدھ طالب علم سے کمرے سے نکلتے وقت کوئی سوال کریں مگر کلکٹر اشارے سے ان کو روک دیتا تھا۔

یہ سب دیکھ کر جب واپس ہوئے تو نواب صاحب نے کہا کہ اتنا بڑا دینی مدرسہ ہے جس میں اسلام کے ہر پہلو کی اس قدر عمدہ تعلیم اور باریک سے باریک باتیں سکھائی جارہی ہیں۔ آخر یہ ان مسلمان طلبہ کو اس طرح علیحدہ کیوں بند کر رکھا ہے اور کیوں چھپا رکھا ہے۔ کلکٹر نے کہا کہ ان میں کوئی مسلمان نہیں' یہ سب عیسائی ہیں۔

نواب صاحب کو مزید حیرت ہوئی اور انہوں نے اس کی وجہ دریافت کی تو کلکٹر نے کہا کہ تعلیم مکمل کرنے کے بعد انہیں مسلمان ممالک میں خصوصاً شرق اوسط بھیج دیا جاتا ہے۔ وہاں یہ لوگ کسی بڑے شہر کی کس بڑی مسجد میں جاکر نماز میں شریک ہوتے ہیں اور نمازیوں سے کہتے ہیں کہ وہ انگریز ہیں' انہوں نے مصر میں الازہر یونیورسٹی میں تعلیم پائی اور مکمل عالم ہیں۔ انگلستان میں اسلامی ادارے نہیں جہاں وہ تعلیم دے سکیں اور نہ مسجدیں ہیں' اس لئے جلاوطنی اختیار کی ہے۔ وہ سردست تنخواہ نہیں چاہتے بلکہ صرف کھانا اور سر چھپانے کا ٹھکانہ اور پہننے کے کپڑے درکار ہیں۔ وہ مسجد میں موذن یا پیش امام یا بچوں کے کلام مجید کے معلم کی حیثیت سے خدمات انجام دینے کو تیار ہیں۔ اگر کوئی بڑا تعلیمی

ادارہ ہوتو اس میں استاد کی حیثیت سے کام کرسکتے ہیں۔ ان میں سے کسی کو مسجد یا مدرسے میں رکھ لیا جاتا ہے تو مقامی لوگ بطور امتحان اس سے مسئلہ مسائل بھی معلوم کرتے ہیں اور وہ کافی وشافی جواب دیتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد جب کوئی اختلافی مسئلہ آتا ہے تو لوگ ان کے معتقد ہوجاتے ہیں اور وہ اس اختلافی مسئلے پر ان کی دو پارٹیاں بنا کر خوب اختلاف پیدا کردیتے ہیں اور مسلمانوں کو اس طرح آپس میں لڑاتے ہیں۔ سو اس ادارے کا پہلا اصلی مقصد یہ ہے کہ مسلمانوں کو باہم لڑاؤ' چنانچہ شرق اوسط میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ جلسے میں ZAVYAR نامی پادری نے بحیثیت صدر اپنی تقریر میں یہ کہا کہ مسلمانوں سے ہم مناظرے میں نہیں جیت سکتے' اس لئے ہم نے اسے چھوڑ کر یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہیں آپس میں لڑاؤ۔ اس میں ہم کامیاب ہیں' لہٰذا ہمیں اس پر عمل پیرا رہنا چاہئے۔ اس مدرسے کا مقصد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ جس طرح بھی ہوسکے' گھٹاؤ تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں جو

> شرق اوسط میں گرجاؤں کے پادریوں کے ایک سالانہ جلسے میں ZAVYAR نامی پادری نے بحیثیت صدر اپنی تقریر میں یہ کہا کہ مسلمانوں سے ہم مناظرے میں نہیں جیت سکتے' اس لئے ہم نے اسے چھوڑ کر یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ انہیں آپس میں لڑاؤ

ان کی عزت اور محبت ہے' وہ کم ہوجائے اور اس کے بغیر مسلمانوں کے اختلاف سے اسلام ختم نہیں ہوسکتا۔

کلکٹر کی ان باتوں پر نواب صاحب حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہے تھے۔ عیسائیوں نے اپنے اس پروگرام پر کئی پہلوؤں سے عمل کیا۔ برصغیر پر انگریزی حکومت کے زمانے میں کتاب ''رنگیلا رسول'' لکھائی گئی اس کے بعد غلام احمد قادیانی کو نبی بنایا گیا۔ ان سے جو کتابیں مذہب کے متعلق لکھائی گئیں وہ اندرون خانہ اسی مسیحی ادارے ہی کی کاوش کا نتیجہ تھیں ورنہ غلام احمد کی بذات خود کیا قابلیت تھی۔ اسی طرح ایک ڈیڑھ عشرہ پہلے امریکہ میں ارشاد خلیفہ نے اعلان کیا کہ اس نے کمپیوٹر کے ذریعے عدد ۱۹ کی بناء پر قرآن مجید کو اللہ کا کلام ثابت کیا ہے جب لوگ اس کے معتقد ہوگئے تو اس نے قرآن میں چند آیتیں تحریف شدہ بتادیں' پھر کہا کہ میرا نام خلیفہ قرآن مجید میں موجود ہے اور پھر اپنے نبی ہونے کا اعلان کردیا جن لوگوں کو اس میں شبہ ہوا ان کے لئے مناظرے کا دن اور تاریخ مقرر کردی۔ اس نے جب قرآن میں چند آیتوں کی تحریف کا اعلان کیا تو لوگوں نے کمپیوٹر کے ذریعے اس کے بنائے ہوئے حسابی نقشے کی جانچ کی جو غلط ثابت ہوا۔ مسلمان علماء سے مناظرہ سے پہلے غلام احمد قادیانی کی طرح اسے موت نے آدبوچا اور یوں اس فتنے کا خاتمہ ہوگیا۔

اب سلمان رشدی کی کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی معلوم ہوتی ہے۔ کتاب چاہے سلمان رشدی نے خود لکھی ہو مگر مسالا غالباً اسی مسیحی ادارے کا تیار کردہ ہے۔ انگریزی حکومت نے بھی اس کی جان کی حفاظت کے لئے پولیس کے دو آدمی مستقلاً اس کے ساتھ لگا رکھے ہیں اور اس ملعون کی حفاظت پر لاکھوں پونڈ خرچ ہورہے ہیں جبکہ انگلستان میں رہنے والے کئی اور افراد کو بھی موت کی دھمکی دی جاتی ہے اور وہ حفاظت کے لئے حکومت سے درخواست کرتے ہیں مگر ان کی حفاظت کے لئے اس کا عشر عشیر بھی نہیں کیا جاتا۔ حال ہی میں چند مالدار انگلستانی سکھ باشندے بھارتی سکھوں کے خالصتان بنانے کے خلاف اور بھارتی حکومت کے طرف دار تھے۔ خالصتانی سکھوں نے انہیں موت کی دھمکی دی تو انہوں نے حکومت سے مدد چاہی مگر حکومت نے کوئی خاص انتظام نہ کیا اور وہ مالدار سکھ مارے گئے لیکن سلمان رشدی کے ساتھ کیا خصوصیت ہے کہ برطانوی حکومت نہ صرف اس قدر سخت حفاظتی انتظام کررہی ہے بلکہ سیاسی طور پر ایران پر زور ڈال رہی ہے کہ امام خمینی صاحب کا فتویٰ واپس لیا جائے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ عیسائیوں کی ان سازشوں سے آگاہ رہیں اور اپنے گروہی اور فرقہ ورانہ اختلافات ختم کردیں جو ان کی اجتماعی قوت کو نہایت کمزور کئے دیتے ہیں۔ انہیں اختلافات کا نتیجہ ہے کہ مسلمان بوسنیا' کشمیر اور فلسطین میں ہر کہیں بے کس اور مظلوم ہیں مگر عالم اسلام ان کی مدد کرنے سے قاصر ہے!

﴿بحوالہ: ماہنامہ ''حیات نو'' بلریا گنج﴾

﴿بشکریہ: ماہنامہ ساحل کراچی﴾

☆☆☆☆☆☆☆☆

پروفیسر محمد حسین آسی مدظلہ العالی

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حقانیت

ایک روایت کے مطابق 18 ذی الحجہ ۳۵ ہجری خلیفہ ثالث حضرت سیدنا عثمان بن عفان ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تاریخ شہادت ہے۔ اس مناسبت سے آپ کی بارگاہ عرش اشتباہ میں ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لئے عنوان بالا کا انتخاب کیا گیا ہے۔ مقصود تحریر یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی غلط فہمیاں دور ہو جائیں جو شک و شبہ میں مبتلا ہیں اور خلوص دل سے صحیح یقین تک پہنچنا چاہتے ہیں۔ وہ بدنصیب جنہیں حق و حقانیت اور عاقبت کی بہتری سے کوئی سروکار نہیں۔ اس سے ظاہر ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

اس مضمون میں مخالفوں کے اعتراضات پر بحث نہیں کی گئی بلکہ محض چند روایات درج کی گئی ہیں جن میں سے اکثر کو "رسولی گواہی" ہونے کا شرف حاصل ہے اور اہل ایمان کے لئے نبی اعظم، رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ دین و دنیا میں کس کی گواہی معتبر ہو سکتی ہے؟ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نزدیک حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا وضاحت فرما دی تھی کہ (حضرت سیدنا) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اختلاف رونما ہوگا جس کے نتیجے میں آپ کو شہید کر دیا جائے گا۔ آپ مظلوم ہوں گے، حق پر ہوں گے اور آپ کے مخالف باطل پر۔ ان تصریحات کے بعد حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دامن ہر الزام سے پاک ہو جاتا ہے۔ البتہ ان کے دشمن، قاتل، بدگو اور بدخواہ ضرور مجرم ہیں۔

درج ذیل تمام روایات ازالۃ الخفاء کے ایک باب سے لی گئی ہیں۔ یوں سمجھئے کہ زیر نظر مضمون حضرت شاہ صاحب کی ایک مدلل تحریر کا ترجمہ و خلاصہ ہے۔ مختصر ارشادات و احادیث کا عربی متن بھی کہیں کہیں درج کر دیا گیا ہے تاکہ مزید اطمینان قلب کا سامان ہو۔

روایات:

۱- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا۔

افتح له وبشره بالجنة علی بلوی تصیبه (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ان کے لئے بھی (دروازہ) کھول دو اور ان کو بھی جنت کی خوشخبری دے دو اس مصیبت پر جس سے دوچار ہوں گے۔

۲- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنے کا ذکر فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا یقتل هذا فیها مظلوماً (اس میں یہ مظلوم شہید ہوں گے) ترمذی۔

۳- حدیث مرہ بن کعب کے مطابق حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کا ذکر فرمایا اور انہیں قریب آنے والا بتایا۔ اس وقت ایک شخص ادھر سے گزرا جو کپڑے میں چھپا ہوا (مقنع فی ثوب) تھا۔ فقال هذا یومئذ علی الهدیٰ۔ (اس کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس دن ہدایت پر ہوگا) میں اس کی طرف گیا، دیکھا تو عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) تھے۔ میں نے ان کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر کے پوچھا یہ؟ فرمایا "ہاں" (یہی) ترمذی۔

۴- حدیث جابر رضی اللہ عنہ میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں ایک شخص کا جنازہ لایا گیا تو آپ نے اس پر نماز نہ پڑھی۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کی نماز ترک فرمائی ہو۔ فرمایا انه کان یبغض عثمان فابغضه الله (یعنی اسے عثمان سے بغض تھا تو اللہ کو بھی اس سے بغض تھا) ترمذی۔

۵- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرے کے روز خود فرمایا۔

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قد عهد الی عهداً وانا صابر علیه.

ترجمہ: بیشک حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ایک عہد لے چکے ہیں اور میں اس پر صابر ہوں۔

۶۔حضرت ابوہریرہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے اجازت لی جبکہ آپ (گھر میں) محصور تھے اور فرمایا میں نے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جلد ہی فتنہ واختلاف یا اختلاف وفتنہ رونما ہوگا۔ ہم نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں کیا حکم ہے؟ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا علیکم بالامین واصحابہ (امانتدار کا ساتھ دو اور اس کے ساتھیوں کا) ریاض۔

۷۔ ابوقلابہ کہتے ہیں کہ ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ شام کے سفر میں تھا کہ ایک شخص کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا یاویلاہ النار (ہائے خرابی آگ) میں اس کی طرف گیا تو دیکھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اور ٹخنوں کے اوپر سے پاؤں کٹے ہوئے ہیں۔ دونوں آنکھوں سے اندھا ہے۔ اوندھے منہ پڑا ہوا ہے۔ میں نے حال پوچھا تو بولا کہ میں بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں گھس گیا تھا۔ ان کے قریب پہنچا تو ان کی زوجہ نے چیخ ماری۔ میں نے تھپیڑ دے مارا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مالک قطع الله یدیک ورجلیک واعمیٰ عینیک وادخلک النار.

ترجمہ: تجھے کیا ہوا۔ اللہ تیرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کاٹ ڈالے اور تیری آنکھوں کو اندھا کردے اور تجھے آگ میں ڈالے۔

میں کانپتا ہوا بھاگا اور یہ مصیبت جو تو دیکھ رہا ہے مجھ پر آپڑی۔ اب صرف آگ ہی رہ گئی ہے۔ میں نے کہا بعداًلک وسحقاً۔

(تجھ پر لعنت وخرابی) ریاض النضرہ۔

۸۔ حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ ایک شخص حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو گالیاں دینے سے باز نہیں آتا تھا۔ میں نے بددعا دی تو اس کا منہ کالا ہوگیا۔ (ریاض النضرہ۔ ازحد مختصر خلاصہ)

۹۔کثیر بن الصلت کی روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہادت کے دن اونگھ سے چونکے تو فرمایا۔ ابھی ابھی میں نے حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے۔ فرماتے تھے۔ انک شاهد معنا الجمعه (تو ہمارے پاس جمعہ کے روز حاضر ہونے والا ہے۔ (حاکم)

۱۰۔ حضرت ابن عمر کی روایت کا نچوڑ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یوم شہادت کو صبح کے وقت فرمایا ''میں نے آج رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں کی تو فرمایا افطر عندنا (روزہ ہمارے پاس افطار کرو) چنانچہ شہادت روزے سے ہوئی۔ (حاکم)

۱۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھا تھا کہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آگئے۔ وہ قریب ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ''اے عثمان! تو سورۂ بقرہ پڑھتے ہوئے شہید ہوگا اور تیرے خون کا ایک ایک قطرہ فسیکفیکهم الله پر گرے گا۔ تجھ پر مشرق و مغرب والے رشک کریں گے اور تیری شفاعت ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر قبول ہوگی اور تو قیامت میں ان سب لوگوں پر امیرالمومنین بنا کے اٹھایا جائے گا جن پر دنیا میں جھوٹے الزام لگائے جاتے ہیں۔ (حاکم)

۱۲۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور سرورعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عثمان! اگر اللہ تعالیٰ تجھے کسی دن اس کام (یعنی خلافت) کا والی بنائے پھر منافق یہ چاہیں کہ تو اس قمیص کو اتار دے جو اللہ نے تجھے پہنائی ہے تو اس کو مت اتارنا' یہ تین بار فرمایا۔ (ابن ماجہ خلاصہ روایت)

۱۳۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ جمل میں' میں اپنے والد ماجد کرم اللہ وجہہ کے پاس تھا' آپ دعا کررہے تھے۔ اللهم انی ابرء الیک من دم عثمان (یااللہ! میں تیرے حضور عثمان کے قتل سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ حاکم)

۱۵۔ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے جو حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے رازدار تھے۔ پوچھا گیا۔ مصروالوں کی بابت جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو فرمایا۔ یہ آپ کو شہید کریں گے۔ پوچھا گیا۔ حضرت عثمان کہاں ہوں گے۔ فرمایا ''جنت میں'' سوال ہوا ''قاتل کہاں ہوں گے۔ فرمایا ''دوزخ میں'' (اختصار سے)

۱۶۔حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اس جرم سے روکا اور فرمایا کوئی نبی قتل نہیں کیا گیا مگر اس کے بدلے میں ستر ہزار لوگ قتل کئے گئے اور کوئی خلیفہ قتل نہیں کیا گیا جس کے بدلے میں پینتیس ہزار قتل نہ کئے گئے ہوں۔

۱۷۔ حبر الامتہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر لوگ متفق ہوجاتے تو ان پر اسی طرح پتھر برسائے جاتے جس طرح حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر برسائے گئے تھے۔

ابوالحسن جہادی

23 مارچ ...... یوم تجدید عہد

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء وہ مبارک دن ہے۔ جب لاہور کی سرزمین پر اسلامیان ہند نے قائداعظمؒ کی قیادت میں قرارداد پاکستان منظور کی اور پاکستان بنانے کی جدوجہد کا اعلان کیا۔ جس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی ایسی بارش برسی کہ صرف سات سال کے قلیل عرصہ میں پاکستان معرض وجود میں آ گیا۔ ہم ہر سال ۲۳ مارچ کو یوم پاکستان کے طور پر مناتے ہیں۔ یہ دن ہمارے لیے ایک روایتی دن بن چکا ہے۔ جسے ہم ایک روایتی انداز میں مناتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم نے اس دن کا حق ادا کر دیا۔ حالانکہ یوم پاکستان اصل میں یوم تجدید عہد ہے۔ یہ اس عہد کو دہرانے کا دن ہے جو ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد پاکستان کی صورت میں رب کے حضور باندھا گیا تھا۔ یہ دن احتساب کا دن ہے کہ کیا ہم اپنے ضمیر کی عدالت کے سامنے کھڑے ہوں اور اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے ان مقاصد کو حاصل کر لیا جن کی خاطر سرزمین پاک حاصل کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔ کیا ہم اپنے ملک میں اسلام نافذ کر چکے ہیں۔ کیا یہ ملک دنیا والوں کے لیے اسلام کے نفاذ کی ایک کامیاب تجربہ گاہ کے طور پر سامنے آ چکا ہے۔ کیا ہم نے اس کو صحیح معنوں میں اسلام کا قلعہ بنا دیا ہے۔ کیا ہم اپنی ثقافت زندہ کر چکے ہیں۔ اپنے ملک سے انگریزوں کو نکالنے کا ساتھ ساتھ کیا ہم ان کے چھوڑے ہوئے نشانات کو مٹانے میں بھی کامیاب ہوئے ہیں کہ نہیں۔ ہمارے قانون ساز ادارے، ہماری عدلتیں، ہماری انتظامیہ، ہماری افواج، ہماری تعلیم گاہیں، غرض ہماری قومی زندگی کے تمام شعبے اسلام کے رنگ میں رنگ چکے ہیں کہ نہیں۔

مگر افسوس! کہ ہم نے کبھی اس انداز سے یوم پاکستان کو نہیں منایا۔ ہم اپنے مقاصد سے کتنا دور ہیں۔ اس بات کا جائزہ کبھی نہیں لیا۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہمارا اسکول، کالج اور یونیورسٹی کا طالب علم مطالعہ پاکستان کا لازمی مضمون پڑھنے کے باوجود تحریک آزادی اور تحریک پاکستان کے اصل حقائق سے نابلد ہی رہتا ہے۔ ہمارے نصاب کی کتنی کتابیں ہیں جو ہمارے طالب علم کو یہ بتاتی ہیں کہ 1857ء میں ہونے والی جہاد آزادی کے روحِ رواں مولانا فضل حق خیر آبادی تھے۔ تحریک جہاد 1857ء کی کامیابی کو سبوتاژ کرنے والے کتنے ہی لوگ ہیں۔ جنہیں بعد میں انگریز نے بطور انعام قوم کے سامنے مصلحین کے طور پر پیش کیا۔ کیا ہماری نئی نسلیں یہ حق نہیں رکھتیں کہ انہیں ان لوگوں کے اصل چہرے دکھائے جائیں۔ تحریک خلافت اور تحریک ترک موالات کا تذکرہ تو ہمارے تعلیمی نصاب کی زینت بنا ہوا ہے۔ مگر ہمارے طالب علم کو ان تحریکوں کا بے لوگ تجزیہ کر کے یہ کیوں نہیں بتایا جاتا کہ یہ تحریکیں اصل میں ہندو نواز اور مسلم کش تھیں۔ اور دیوبند کے گاندھوی، مولویوں اور کانگریسی زعماء کی ملی بھگت سے برِعظیم پاک و ہند سے اسلامی تشخص کا جنازہ نکالنے اور مسلم ثقافت کو ہندو ثقافت میں جذب کرنے کی شیطانی کوششیں تھیں۔ اس کڑے وقت میں اگر امام احمد رضا خان بریلویؒ جیسی محسن ملت بزرگ ہستیاں مسلمانوں کو بروقت ان تحریکوں کی حقیقت سے آگاہ نہ کرتیں تو شاید برِعظیم میں ملت اسلامیہ یوں بے نشاں ہو جاتی کہ پاکستان بنانا تو درکنار پاکستان کے بارے میں سوچنے والا کوئی ذہن ہی باقی نہ رہتا۔ کیا تعلیمی نصاب کی کتابوں کو ترتیب دینے والے فکری

کیا تعلیمی نصاب کی کتابوں کو ترتیب دینے والے فکری ژولیدگی اور نظریاتی دیوالیہ پن کا اس قدر شکار ہو چکے ہیں کہ انہیں تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کے کردار کے بارے میں لکھتے ہوئے شبیر عثمانی اور اشرف علی دیوبندی کے علاوہ اور کوئی نام نظر نہیں آتا۔ جس سے موجودہ نسلوں کو آگاہ کیا جائے

ژولیدگی اور نظریاتی دیوالیہ پن کا اس قدر شکار ہو چکے ہیں کہ انہیں تحریک پاکستان میں علماء و مشائخ کے کردار کے بارے میں لکھتے ہوئے شبیر عثمانی اور اشرف علی دیوبندی کے علاوہ اور کوئی نام نظر نہیں آتا۔ جس سے موجودہ نسلوں کو آگاہ کیا جائے۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ برِعظیم کے مسلمانوں کے اندر برطانوی عہد میں دیوبند کے نام سے ظاہر ہونے والا ایک چھوٹا مگر منظم طبقہ جس کے عوام وخواص، دیوبندی عوام اور دیوبندی علماء کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ سوائے مذکورہ بالا دو افراد کے یہ طبقہ پورے کا پورا پاکستان مخالف اور گاندھی پر ست تھا۔ اور گاندھی جیسے غلیظ منافق کو بالقوۃ نبی مانتا تھا۔ شبیر عثمانی اور اشرف علی دیوبندی دونوں اسی طبقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ دونوں افراد تحریک پاکستان کو ذاتی حمایت کے علاوہ اور کچھ نہیں دے سکے۔ یہاں تک کہ پاکستان مخالفت میں اپنے طبقے کو لوگوں کے اندر نرمی بھی نہ پیدا کر سکے اور نہ ہی انہیں قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے سے باز رکھ سکے۔ جبکہ دوسری طرف اہلسنت سواد اعظم کے وہ قابل قدر علماء و مشائخ ہیں۔ جنہوں نے برِعظیم پاک و ہند کے چپے چپے پر کانفرنسیں کر کے برِعظیم کے مسلمانوں کی اکثریت کو جو کہ ہمیشہ سے اہل سنت سوادِاعظم رہے ہیں۔ قائد اعظم کے پیچھے لاکھڑا کیا۔ جنہوں نے برِعظیم کے ہر گوشے کے ہزار ہا علماء و مشائخ پر مشتمل الجمہوریہ الاسلامیہ کے قیام کا اعلان کیا اور اس عزم اظہار کیا کہ تحریک پاکستان کی سیاسی قیادت اگر کبھی خدانخواستہ پاکستان کے قیام کے مطالبہ سے دست کش بھی ہوگئی تو الجمہوریۃ الاسلامیہ علماء و مشائخ کی قیادت میں تحریک پاکستان کو جاری رکھے گی اور پاکستان بنا کے دم لے گی۔ اگر شبیر عثمانی اور اشرف علی دیوبندی صرف ذاتی حد تک تحریک پاکستان کی حمایت کرنے پر یہ استحقاق رکھتے ہیں کہ ان کے نام ہر سطح پر نصاب کی کتب میں شامل کیے جائیں تو مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، مشائخ لاثانیہ علی پور شریف، پیرانِ سیال شریف اور ہندوستان بھر کے دیگر علماء و مشائخ اہل سنت سوادِاعظم کہ جن کی کوششوں سے کروڑ ہا عوام اہل سنت قائد اعظمؒ کے ہمنوا بن گئے اور جن کی لکھو کھہا قربانیاں پاکستان کے قیام کا سبب بنیں۔ یہ استحقاق نہیں رکھتے کہ ان کی خدمات اور اسماء گرامی بھی ہمارے نصاب کی کتب میں شامل ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں

تحریر: شفاقت احمد نقشبندی

عبدالرحمن بن اسحاق پر ان اسناد کا دارومدار لکھ کر اُسے ضعیف لکھا اور آخر میں یہ وضاحت کی کہ زیر ناف والی تمام روایتیں تحت ضعیف اور کمزور ہیں (دیکھئے ھفت روزہ اہلحدیث ۱۹ جولائی ۱۹۹۶ء)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ثبوت

برادرانِ اسلام آپ نے مولوی محمد اعظم صاحب کے بیان کردہ دلائل اور اُن کا ضعیف اور کمزور ہونا ملاحظہ فرمالیا ہے اب وہ صحیح احادیث وآثار آپ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں جو صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ صحابہؓ اور تابعینؒ وامت مسلمہ کے عمل مبارک کے مطابق بھی ہیں اور دلیل کے طور پر سب سے پہلے وہ احادیث نقل کی جاتی ہیں کہ جن میں عبدالرحمن بن اسحاق واسطی راوی نہیں۔ جس کو مولوی محمد اعظم صاحب نے ضعیف کہا ہے۔

حدیث نمبر (۱) امام بخاریؒ کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ نے بیان کیا "حدثنا وکیع عن موسی بن عمیر عن علقمه بن وائل عن ابیه وائل بن حجرؓ قال رأیت النبی ﷺ وضع یمنه علی شماله تحت السرة" مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۳۹۰

ترجمہ حدیث "حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھتے تھے۔" یہ حدیث صحیح ہے اور اس کی سند میں عبدالرحمن بن اسحاق واسطی نہیں ہے جس کو اہل حدیث مولوی محمد اعظم صاحب تمام روایات کا مدار اور ضعیف کہتے تھے، وضاحت (I) اس کے پہلے راوی امام بخاری کے استاد ابوبکر ابن ابی شیبہ دوسرے راوی حضرت وکیع ہیں یہ بھی ثقہ اور مضبوط راوی ہیں تیسرے موسیٰ بن عمیر ہیں جن کو محدث ابن معین اور محدث ابوحاتم، محدث ابن نمیر اور محدث عجلی اور محدث دولابی اور خطیب بغدادی نے ثقہ ومضبوط اور امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس میں کوئی کمزوری نہیں دیکھئے (تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۳۶۴) چوتھے راوی حضرت علقمہ بن وائل ہیں یہ بھی صحیح مضبوط اور ثقہ راوی ہے ابن حجر نے صدوق اور محدث ابن سعد نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے اور محدث ابن حبان نے ان کو مضبوط راویوں میں ذکر کیا ہے ج ۷ ص ۸۰

(II) غیر مقلدین میں سے جناب مبارک پوری صاحب لکھتے ہیں کہ شیخ قاسم بن قطلو بغا کہتے ہیں کہ اس کی سند کھری ہے اور شیخ ابوطیب مدنی نے بھی اس حدیث کو سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیا ہے

(اعتراض نمبر ۱) مولانا مبارکپوری صاحب تحفہ ج ا ص ۲۱۴ میں اس حدیث کو صحیح تسلیم کرنے کے باوجود مولانا محمد حیات سندھی صاحب کا رسالہ فتح الغفور سے نبی کی طرح زیارت تحت السرة یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے جملوں پر شک کی نگاہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ الفاظ مصنف ابن ابی شیبہ ج ا ص ۱۳ میں نہیں۔ جواب (I) یہ علامہ سندھی اور مبارکپوری صاحب کا وہم ہے اس کا جواب مولانا محمد قاسم سندھی صاحب نے اپنے رسالہ فوز الکرام میں دے دیا ہے کہ یہ اعتراض والوں کا وہم ہے کیونکہ مصنف کے صحیح اور اکثر نسخوں میں تحت السرة (یعنی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے) کے الفاظ موجود ہیں۔

ا۔(II) ہمارے سامنے کراچی کا صحیح شدہ مصنف کا نسخہ ہے اس میں یہ الفاظ موجود ہیں یاد رہے کہ اس کتاب پر مقدمہ جناب پیر بدیع الدین راشدی غیر مقلد کا لکھا ہوا ہے اگر الفاظ صحیح نہ ہوتے تو راشدی صاحب کبھی بھی خاموش نہ رہتے کیونکہ وہ نہایت متعصب غیر مقلد تھے (ب) ویسے بھی زیادت ثقہ معتبر ہے مطلقاً عند الجمہور کما قال النووی والحافظ تقریب ج ا ص ۲۴۶

(III) مبارکپوری، ملا عابد سندھی، شیخ قاسم بن قطلو بغا جب مذکورہ حدیث کی سند کو صحیح تسلیم کرتے ہیں تو پھر شک کی نگاہ سے دیکھنے کا کوئی معنی باقی نہیں رہ جاتا سوائے ضد اور تعصب کے

(اعتراض نمبر ۲) امام بخاری تا ابن حجر بعض محدثین کو یہ مغالطہ پیش آ گیا کہ علقمہ کا اپنے باپ سے سماع ثابت نہیں یہی اعتراض غیر مقلدین لیکر چوبے کا پنساری بنے، الامل پیش کرتے ہیں۔

جواب نمبر (I) یہ وہم علقمہ کے بارے میں صحیح نہیں بلکہ ان کے چھوٹے بھائی عبدالجبار کے بارے میں ہے کہ وہ اپنے باپ کی وفات کے چھ ماہ بعد پیدا ہوئے تھے حالانکہ بعض محدثین اسے بھی تسلیم نہیں کرتے وہ لکھتے ہیں کہ عبدالجبار اس وقت چھوٹے بچے تھے جیسا کہ محمد بن جحادہ سے مروی ہے کہ خود عبدالجبار کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کی وفات کے وقت بھی عاقل بالغ نہیں تھا۔

جواب نمبر (II) علقمہ کا سماع اپنے باپ سے ثابت ہے محدثین تسلیم کرتے ہیں مثلاً آہستہ آمین کہنے کی حدیث انہوں نے اپنے باپ سے سنی ہے جس کی نمبر (۱) سنن ابو مسلم (۲) مسند احمد میں صراحت ہے اسی طرح نمبر (۳) ابوداؤد طیالسی ج ۱ ص ۱۳۸ نمبر (۴) تہذیب ج ۲ ص ۵۷ میں موجود ہے اور علل الدارقطنی وطار جز الثانی ص ۲۳۳ و طبع قدیم ص ۲۲۵ میں بھی اس کی تصریح موجود ہے تفصیل کیلئے آثار السنن ص ۱۲۴ تا ص ۱۲۹، اور اظہار التحسین ص ۸۸،۸۷ اور الحبل المتین لنیموی

جواب نمبر (۳) خود غیر مقلدین کے بہت سے بزرگ بھی اسے تسلیم کرتے ہیں

(I) احمد شاکر صاحب غیر مقلد شرح ترمذی ج ۲ ص ۲۹ میں لکھتے ہیں کہ علقمہ کا سماع اپنے باپ سے صحیح ہے حدیث آمین کے تحت

(II) مولانا امیر یمانی غیر مقلد بھی لکھتے ہیں کہ علقمہ کا اپنے باپ سے سماع صحیح ہے دیکھئے سبل السلام جلد صاحب ج ۱ ص ۷۷

(III) مبارکپوری صاحب تحفۃ الاحوذی جلد ۲ ص ۳۲۵،۳۳۲ میں بھی یہی سماع تسلیم کرتے ہیں کمافی اظہار التحسین

جواب نمبر (۴) حافظ ابن حجر نے اپنے پہلے موقف یعنی عدم سماع علقمہ سے دوسرے موقف سماع علقمہ کی طرف رجوع کر لیا تھا اور امام بخاری کا وہم و اعتراض امام ترمذی نے دور کر دیا ہے کہ کتاب الحدود میں لکھا ہے علقمہ بن وائل بن حجر سمع عن ابیہ وھو اکبر من عبدالجبار بن وائل کہ علقمہ بن وائل نے اپنے باپ سے سنا ہے کذا فی التعلیق الحسن ص ۱۲۷، نیز اس مسئلہ کی وضاحت اور تحقیق پر علامہ محمد بن علی النیموی نے ایک مستقل رسالہ ''الدرۃ الغرۃ فی وضع الیدین علی الصدر و تحت السرۃ لکھا ہے جس میں خوب وضاحت کر دی گئی ہے کہ صحیح اور راجح یہی ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنا چاہیے۔

جواب نمبر (۵) بعض روایات مذکورہ مضطرب و معارض کہتے ہیں حالانکہ جب سند کے لحاظ سے یہ روایت اعلیٰ درجے کی صحیح ثابت ہو چکی ہے تو پھر اضطراب والا بہانہ بھی کوئی وزن نہیں رکھتا، رہی تعارض کی بات تو صحیح کے مقابلہ میں اگر ضعیف ہے تو ترجیح اور قابل عمل صحیح حدیث ہوتی ہے ضعیف خود بخود ناقابل عمل ہو کر رہ جاتی ہے یہ تھیں چند تحقیقات جو ہم نے اپنے اسلاف و اکابر کی کتب علم سے نقل کر دیں اور مولوی محمد اعظم صاحب کا وہ مطالبہ بھی پورا کر دیا جو انہوں نے لکھا تھا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث کی تمام اسناد ضعیف اور ان کا دارومدار عبدالرحمن بن اسحاق واسطی پر ہے۔ مذکورہ حدیث کے سامنے آ جانے کی بعد شیخ الحدیث مولانا محمد اعظم غیر مقلد کا دعویٰ باطل ہو گیا اور اہل سنت والجماعت کا مسلک حق اور دعویٰ صحیح ثابت ہو گیا کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح اور راجح اور اقرب الی الصواب ہے اس کی تائید میں ہم اور بھی احادیث و آثار پیش کر کے اپنے صحیح دعویٰ کے اثبات کو مزید پختگی سے ہم کنار کرتے ہیں۔

دلیل نمبر (۲) عن ابی وائل قال قال ابو ہریرۃؓ اخذ الاکف علی الاکف فی الصلوۃ تحت السرۃ (ابوداؤد نسخہ ابن الاعرابی ج ۱ ص ۲۸ ومحلی لابن حزم ج ۳ ص ۳۰ کمافی حدیث اور اہلحدیث ص ۲۷۷

ترجمہ حدیث حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرۃؓ نے فرمایا کہ نماز میں ہتھیلیوں کو ہتھیلیوں پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھا جائے۔

دلیل نمبر (۳) اخبرنا حجاج بن حسان قال سمعت ابا مجلز او سالتہ قال قلت کیف یضع قال یضع باطن کف یمینہ علی ظاہر کف شمالہ ویجعلھما اسفل من السرۃ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۹۱) قال علامہ محمد بن علی ص ۹۱ اس کی سند صحیح ہے۔

ترجمہ حدیث حجاج بن حسان فرماتے ہیں کہ میں نے ابومجلزؒ سے سنا یا ان سے پوچھا کہ نماز میں ہاتھ کس طرح باندھے جائیں؟ انہوں نے فرمایا کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندر کے حصے کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کے حصے پر رکھے اور دونوں ہاتھ ناف کے نیچے رکھے۔

دلیل نمبر (۴) حدثنی زید بن علی عن ابیہ عن جدہ عن علیؓ قال ثلثۃ من اخلاق الانبیاء تعجیل الافطار وتاخیر السحور ووضع الاکف تحت السرۃ فی الصلوۃ (منتخب کنز العمال بر مسند احمد ج ۶ ص ۳۵۰) (مسند اہلبیت ومسند زید ج ۱ ص ۱۸۳)

ترجمہ حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق میں سے ہیں (۱) افطار جلدی کرنا (۲) سحری دیر سے کھانا (۳) ہتھیلی کو ہتھیلی پر ناف کے نیچے رکھنا (اس کی سند صحیح ہے تمام راوی اہلبیت سے ہیں کوئی ضعیف راوی نہیں)

دلیل نمبر (۵) عن انسؓ قال مثلہٗ ثلث من اخلاق النبوۃ الخ (محلی ابن حزم ج ۳ ص ۳۰)

ترجمہ حدیث: حضرت انسؓ بھی حضرت علیؓ کی طرح تین چیزیں اخلاقِ نبوت سے بیان کرتے ہیں ایک اُن میں سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہے۔

دلیل نمبر ۶: عن ابراھیم نخعی قال یضع یمینہٗ علی شمالہٖ فی الصلوٰۃ تحت السرۃ (مصنف ج ۱ ص ۳۹۱)

ترجمہ حدیث: حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ نمازی نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے گا۔ اس کی سند حسن ہے کما قال نیمویؒ

دلیل نمبر (۷): عن جابرؓ قال مرّ رسول اللہ ﷺ برجل وھو یصلی قد وضع یدہٗ الیسریٰ علی الیمنیٰ فانتزعھا ووضع علی الیسریٰ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۰۴) مصنف ج ۱ ص ۳۹۱

ترجمہ حدیث: حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک شخص کے پاس گذرے وہ نماز پڑھ رہا تھا اس نے اپنا بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا تو حضور ﷺ نے اس کو زور سے ہٹا کر بائیں ہاتھ کے اوپر رکھا۔ (بحوالہ طبرانی وقال اور کہا کہ اس کی سند کے تمام راوی صحیح ہیں) بحوالہ نماز مسنون کلاں

دلیل نمبر ۸: عن ابراھیم النخعی انہ کان یضع یدہ الیمنیٰ علی یدہ الیسریٰ تحت السرۃ (کتاب الاآثار لامام ابوحنیفہ بروایت الامام محمد ص ۲۸)

ترجمہ حدیث: حضرت امام نخعی سے مروی ہے کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

دلیل نمبر ۹: عن سھلؓ قال کان الناس یومرون ان یضع الرجل یدہ الیمنیٰ علی ذراعہٖ الیسریٰ فی الصلوٰۃ۔ (تیسیر الباری ترجمہ وتشریح علامہ وحید الزمان غیر مقلد ج ۱ ص ۴۸۹) یہ روایت موقوف ہے۔

ترجمہ حدیث: حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ حکم دیا جاتا تھا کہ نماز میں ہر آدمی اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔ فائدہ حنفیہ کے نزدیک ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے۔

ضروری توضیح: مذکورہ بالا روایت نمبر ۲ تا ۹ موقوف ومرسل احادیث ہیں جو دلیل نمبر (۱) کے بعد اُس حدیث کی تائید وشواہد کے طور پر پیش کئے ہیں اور ان میں سے اکثر صحیح اور بعض حسن ہیں۔

مغالطے کی وضاحت

بعض احادیث وآثار ہیں (یدٌ) کا لفظ جس کا ترجمہ ہاتھ ہے غیر مقلدین (نام نہاد اہلحدیث) کو جب دکھایا جائے تو پھر وہ قرآن وحدیث کو چھوڑ کر لغت کے سہارے ڈھونڈتے ہیں اور عوام الناس کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ لفظ ید ہاتھوں سے لیکر کندھوں تک بولا جاتا ہے حالانکہ کئی احادیث میں (کفٌ) ہتھیلی کا لفظ ہے جس کا مطلب صاف اور واضح ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھتے۔ اور ناف کے نیچے باندھے جاتے یاد رہے: یہ اُن کا صرف وسوسہ اور مغالطہ ہے جو تھوڑے پڑھے لکھے لوگوں کو دے کر اپنا داؤ کھیل کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اور یہ اُن کی بات قرآن پاک کے صریحاً مخالف ہے۔

نمبر (۲) آیت رکوع نمبر ۱۰ آیت نمبر ۳۸ المائدہ: والسارق والسارقۃ فاقطعو ایدیھما (الایۃ)

ترجمہ آیت: چوری کرنے والا مرد اور عورت پس کاٹو اُن دونوں کے ہاتھ تفسیر از قاضی شوکانی غیر مقلد صاحب میں لکھتے ہیں الید الیمنیٰ تقطع من الرسغ۔ ص ۱۴۳ زبدۃ التفسیر طبع کویت۔ ترجمہ دائیاں ہاتھ کاٹا جائیگا گٹھنے سے یعنی ہاتھ کے جوڑ سے جس کو پہنچہ کہتے ہیں اس کو مفصل بھی کہتے ہیں نیز رسغ

نمبر ۳: بعض روایات میں ید الیمنیٰ علی ذراعِ الیسریٰ کے الفاظ ہیں تو اس میں ذراع سے مُراد کلائی نہیں بلکہ بائیں ہاتھ کے جوڑ کے ساتھ والا حصہ مُراد ہے جیسا کہ علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے بھی اسے تسلیم کیا ہے جو روایت سہلؓ کے تحت ترجمہ کرتے ہیں کہ لوگ نماز میں دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھیں۔ تیسیر الباری ج ۱ ص ۴۸۹ اور یہی ترجمہ ومطلب حدیث میں بھی وارد ہے سنن دارمی مترجم ج ۱ ص ۲۰۴ میں ہے وائلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو دیکھا کہ (نماز میں) اپنا دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر گٹھنے کے قریب رکھتے تھے۔ ان تمام تصریحات سے معلوم ہوگیا کہ صحیح طریقہ یہی ہے دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر نماز میں رکھا جائے۔ اس کی اصلی صورت یہ ہے کہ ابن عابدین حاسیہ الدر ج ۱ ص ۴۵۴) پر لکھتے ہیں کہ بیک وقت تمام روایات پر عمل اس طریقے سے کیا جائے

کہ دائیں کو بائیں پر رکھے دائیں ہاتھ کی چھنگلا یعنی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے قریب والا جوڑ پکڑے کہ ہتھیلی اوپر والی نچلے ہاتھ کی پشت پر آئے اور باقی تین بڑی انگلیاں جوڑ سے اگلے حصے کلائی کے شروع حصے پر آجائیں۔ اس طریقے سے تمام روایات میں مطابقت کے ساتھ ہر ایک پر عمل ہو جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ احناف کسی حدیث کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے چاہے وہ کسی درجہ کی کیوں نہ ہو اور یہی حنفیوں کا مسلک ہے جیسا کہ ملا علی قاری نے اس کی وضاحت کی ہے (بحوالہ ص ۹۲)

افسوس کہ مولوی صادق خلیل غیر مقلد فیصل آبادی اپنے تعصب اور ہٹ دھرمی اور حدیث دشمنی کا ثبوت ان الفاظ سے دیتا ہے کہ احناف کا یہ عمل بدعت ہے حالانکہ سینے پر ہاتھ باندھنے کا فعل عین بدعت کے مترادف ہے جسے امام ابوداؤد امام احمد سے نقل کرتے ہیں کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں (بحوالہ فیض الباری ج ا ص ۲۳۷)

دھوکہ بازی اور اہلحدیث

یہ بات تو واضح ہو چکی کہ وہابیوں کے پاس سینے پر ہاتھ باندھنے کی ایک بھی دلیل ایسی نہیں جو صحیح ہو۔ تو اپنی کمزوری کو چھپانے کیلئے یہ ہروقت اہل سنت والجماعت کے مسائل پر تنقید اور عوام الناس کو دھوکہ اور مغالطہ دیتے پھرتے ہیں ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔ پھر بس یہ شور مچاتے ہیں کہ دیکھو کہ عورتیں بھی سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں اور اپنے آپ کو عورتوں پر قیاس کرنے لگتے ہیں کہ شاید اسی دھوکے سے ہمارا بیڑا پار ہو جائے اور اس پر مزید یہ ظلم کہ بہت سی احادیث جن میں مرد و عورت کی نماز کی ادائیگی کا فرق بیان کیا گیا ہے اُن سب کا انکار کر کے منکرین حدیث کو اپنا پیشوا بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرد و عورت کی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ اپنے ان الفاظ کو نبی کے الفاظ کہہ کر اپنا ٹھکانہ آگ میں بناتے ہیں (نعوذ باللہ منہ) اور ایک مجمل حدیث (جس کے الفاظ صلّو کما رایتمونی اصلی۔ ترجمہ: نماز پڑھو جیسا کہ تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے) (بخاری) کو بطور دلیل سناتے ہیں۔ حالانکہ اسکا ترجمہ قطعاً یہ نہیں جو غیر مقلد کرتے ہیں کہ مرد و عورت کی نماز میں فرق نہیں۔ مرد و عورت کی نماز میں فرق کی بطور نمونہ چند احادیث یہ ہیں

حدیث نمبر (۱) عن عائشہ قالت قال رسول اللہ ﷺ لاتقبل صلوۃ الحائض الابخمار

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی حدیث بیان کرتی ہیں کہ عورت کی نماز سر پر دوپٹہ لئے بغیر قبول نہیں ہوتی (ترمذی ج ا ص ۸۶، ابوداؤد ج ا ص ۹۴)

اس حدیث میں عورت کیلئے سر ڈھانپنا لازم قرار دیا جبکہ وہابی سر پر کپڑا رکھنے یا ٹوپی پہننے کو خلاف سنت سمجھتے ہیں اور ننگے سر نماز ادا کرتے ہیں کیا وہابیوں کی عورتیں بھی ننگے سر نماز ادا کرتے ہیں؟ فرق واضح ہے

حدیث نمبر (۲) عن وائل قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا وائل بن حجر اذا صلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمراۃ تجعل یدیھا حذاء ثدییھا (معجم کبیر لطبرانی ج ۲۲ ص ۱۸)

ترجمہ: مختصراً کہ جب تم (مرد) نماز پڑھو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر اٹھائے۔ اس حدیث میں بھی آپ ﷺ نے مرد اور عورت کے فرق کو بیان کر دیا کہ مرد و عورت کہاں تک ہاتھ اٹھائیں اس کی مزید وضاحت خلیفہ راشد سیدنا حضرت عمرؓ فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے اور خلیفہ، چہارم حضرۃ علی مرتضیٰؓ کی احادیث میں موجود ہے دیکھئے کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹، مصنف ج ا ص ۲۸۹، بیہقی ج ۲ ص ۲۲۲، اختصار کی غرض سے صرف

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر حضور ﷺ سے کہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے اور سجدے میں اپنی رانوں کو پیٹ سے ملا لے تاکہ خوب پردہ میں (اس کا جسم) ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرما کر فرشتوں کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو بخش دیا۔ اس حدیث میں بھی مرد و عورت کی نماز کا فرق نبی پاک ﷺ نے بیان فرما دیا کہ عورت اپنے جسم کو سمیٹے اور مرد کیلئے حکم ہے کہ اپنے بازو اور اپنی رانیں پیٹ سے جدا رکھے۔

ترجمہ حدیث نمبر (۴): حضرت علیؓ بھی اسی طرح بیان کرتے ہیں کہ عورت سجدہ کرے تو خوب سمٹ کر اپنی دونوں رانوں کو (پیٹ سے) ملائے رکھے۔ یہ تھیں چند احادیث بطور نمونہ جن میں مرد و عورت کی نماز کا فرق بیان کیا گیا ہے اسی طرح اور بھی بہت زیادہ احادیث ہیں جن میں یہ فرق بیان کیا گیا ہے مختصراً دیکھئے حدیث اور اہل حدیث ص ۴۸۹

تنبیہ: دین کے چار اصول ہیں (۱) قرآنِ پاک (۲) سنت پاک (۳) اجماع امت یعنی خلفائے راشدین و فقہائی صحابہ و تابعین کا کسی مسئلہ پر متفق ہو جانا (۴) قیاس شرعی (کمافی حدیث معاذؓ) مذکورہ بالا چار اُصولوں میں سے کسی ایک

اصول سے اگر کوئی بھی دین کا مسئلہ ثابت ہو جائے تو وہ سنت ہوگا اور عورت و مرد کی نماز کا فرق سنت و اجماع و قیاس شرعی سے ثابت ہے تو غیر مقلدین کا یہ جھوٹ بولنا اور لکھنا "کہ عورت و مرد کی نماز میں فرق نہیں" اصول دین کو جھٹلانا ہے جس سے انسان گمراہ ہو جاتا ہے اور عورت کی نماز میں چھاتی پر ہاتھ باندھنے پر پوری امت مسلمہ کا خیر القرون سے لیکر آج تک اتفاق و اجماع ہے کہ وہ ہاتھ اپنے سینے پر باندھے چنانچہ یہ بہانہ کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھتی ہے اس لئے مرد بھی سینے پر ہاتھ باندھے کوئی دلیل نہیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی صحیح احادیث اجماع امت کے مقابلہ میں مردکو عورت پر قیاس کرنا عقل ونقل کے خلاف ہے۔

اجماع امت: غیر مقلدین کے لاڈلے (کہ جن کی بات پہچانت کے یہ عبارتیں مسئلہ رفع الیدین و آمین میں پیش کرتے ہیں) اہلسنت والجماعت علامہ عبدالحی لکھنوی نے اس مسئلے کی خوب وضاحت کردی ہے۔ واما فی حق النساء فاتفقوا علی ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر (السعایہ ج ۲ ص ۱۵۶)

ترجمہ: متفق علیہ سنت عورتوں کے حق میں یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سینے پر باندھیں۔

علامہ عبدالحی لکھنوی کے بیان سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ عورتوں کے بارے میں پوری امت کا اجماع اس پر ہے کہ وہ سینے پر ہاتھ باندھیں۔ اور اجماعی مسئلے سے بغاوت کرنا صراط مستقیم کو چھوڑ کر اہل بدعت اور گمراہی کے راستے پر چلنا ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے "جس نے اجماع کو توڑا وہ جہنم میں گیا" یاد رہے کہ مرد و عورت کی نماز کی ادائیگی کے فرق کو نبی پاک ﷺ نے بیان کیا جسے حضرت وائل بن حجر، حضرت علی مرتضی، حضرت عبداللہ ابن عمر، حضرت عبداللہ ابن عباس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ام الدرداء اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اور تابعین میں سے حضرت عطاء، حضرت ابو اسحاق عن حارث، حضرت یزید بن ابی حبیب، حضرت ابراہیم نخعی، حضرت امام مجاہد اور ائمہ اربعہ یعنی امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سب نے بلا اختلاف تسلیم کیا ہے جس کی شہادت علامہ عبدالحی لکھنوی نے دی ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے حتی کہ اکابرین غیر مقلدین بھی مجبوراً تسلیم کر گئے کہ چاروں ائمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ عورت سمٹ کر سجدہ کرے اور اسی پر اہل سنت کا عمل مذاہب اربعہ وغیرہ سے چلا آیا ہے جو جمہور اہل علم از مذاہب اربعہ وغیرھم سے ثابت ہے اس کا منکر (انکار کرنے والا) کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے واللہ اعلم عبدالجبار غزنوی فتاوی غزنویہ جز ۲۸، ۲۷۔ فتوی اہلحدیث ج ۲ ص ۱۴۹۔ غیر مقلدین کے اپنے معہ کے فتوی سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو (مثلاً یونس قریشی دیکھیے دستور المتقی ص ۵۱ اور حکیم محمد صادق سیالکوٹی صلوۃ الرسول ص ۱۹۰) مرد و عورت نماز میں فرق نہیں سمجھتے وہ کتب حدیث سے اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہیں۔ کیونکہ احادیث بتلا رہی ہیں کہ مرد و عورت کی نماز میں فرق ہے اس لئے غیر مقلدین کا یہ دھوکہ اور قیاس کہ عورت چونکہ سینے پر ہاتھ باندھتی ہے اس لئے ہم بھی باندھ لیں کتب حدیث سے بے خبری اور تعامل اہل علم (اجماع امت) سے لاعلمی پر مبنی ہے جو کسی لحاظ سے بھی معتبر نہیں۔

خلاصہ کلام: اگر واقعتاً وہابی حضرات فرق تسلیم نہیں کرتے تو انہیں چاہیے کہ اپنی عورتوں کو عام اجازت دیں (۱) اگر وہ اپنی مسجد الگ بنانا چاہیں تو بنالیں۔ (۲) اس میں وہ مؤذن، امام وخطیب بھی بننا چاہیں تو بنیں۔ (۳) انہیں اذان دینے کی اجازت ہونی چاہیے۔ (۴) اقامت کی اجازت ہونی چاہیے۔ (۵) مردوں کی امامت کی اجازت ہونی چاہیے۔ (۶) مردوں کی طرح عورت کو بھی آگے ہوکر امامت کرانی چاہیے درمیان میں کھڑے ہونے کی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ (۷) مردوں کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے اور سب سے پیچھے صف باندھنے کی کوئی پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ (۸) اونچی آواز سے قرات اور اونچی آواز سے آمین کہنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ (۹) انہیں بھی ننگے سر نماز پڑھنے اور نیز کہنیاں اور ٹخنے کھول کر نماز پڑھنے کی اجازت ہونی چاہیے۔ (۱۰) ان کے لئے بھی جماعت میں شرکت ضروری ہونی چاہیے۔ (۱۱) ان پر بھی جمعہ اور عیدین کی نماز اور نماز جنازہ کی نماز واجب ہونی چاہیے (کمافی حدیث واھل حدیث ص ۴۸۰)

قارئین کرام اصل میں تو ہم نے مولوی محمد اعظم صاحب غیر مقلد کے مضمون کے تعاقب میں ان کے بیان کردہ چھ (ضعیف و من گھڑت) دلائل کی تحقیق کتاب و سنت و محدثین و فقہائے کرام کے نقطہ نظر کے مطابق اسماء الرجال کی روشنی میں کی ہے مگر اس کے ساتھ بطور وضاحت وہابیوں کے چند ایک مغالطے بھی ضمناً بیان میں آگئے ہیں جو انشاء اللہ العزیز اہل حق کیلئے نفع سے خالی نہیں اور اس کے ساتھ مولوی محمد اعظم صاحب کی یہ غلط بیانی کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی تمام روایات کا مدار عبدالرحمن بن اسحاق واسطی پر ہے جس کی وجہ سے تمام روایات ضعیف ہیں کا جھوٹ ہونا ثابت کردیا ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی صحیح احادیث موجود ہیں کہ جن میں عبدالرحمن واسطی نہیں ہے جو

باقی صفحہ 18 پر

ابن اصغر

اسرائیلی فوج کے ہاتھوں قرآن پاک کی بے حرمتی

محمد الدرہ کا Live Murder قصہ پارینہ بنتا جا رہا ہے۔ چند ماہ قبل صیہونی فوجوں کے ہاتھوں مسجد اقصیٰ کے اندر اور باہر خون مسلم کی بہہ جانے والی ندیاں فلسطینیوں

صلاح الدین ایوبیؒ کے بیٹے کہاں ہیں

کی شہادت وغیرت کی گواہ ہیں ظلم کی وہ انتہاء کہ جہاں بے حسی بے حمیتی درندگی اور سفاکی جیسے الفاظ بے معنی ہو کر رہ جاتے ہیں صیہونی فوجوں کا ظلم وستم اس سے کہیں آگے جا چکا ہے قبلہ اول زبان حال سے پکار پکار کے کہہ رہا ہے صلاح الدین ایوبیؒ" کے بیٹے کہاں ہیں سرورق کی پیشانی پر بھی اسرائیلی فوجوں کے ہاتھوں بے حرمتی کا نشانہ بن جانے والے مصحف مقدس کی تصویر امت مسلمہ کو جھنجھوڑ رہی ہے اور اعلان کر رہی ہے کہ صیہونیت بیت المقدس کی پاک سرزمین پر ننگی ناچ رہی ہے اور تم عیش وطرب میں مست ہو۔ اسرائیلی القدس کی پامالی کے بعد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کے خواب دیکھ رہے ہیں اور تم شرم الشیخ میں ہونے والی منافقت پر مطمئن ہو اے کاش کہ جب فلسطینی بوڑھے اپنے شیر دل جوانوں کی میتوں کو قبروں میں اتار رہے تھے تو پوری امت مسلمہ ان کی عظمتوں کو سلام کرنے کے لیے ان کے بوڑھے والدین کے ساتھ کھڑی ہوتی اور ان شہیدوں کی غیرت کو گواہ بنا کے اسرائیل کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیتی۔

☆☆☆☆☆

امیر نواز اعوان

تحریک جہاد 111 بریگیڈ کے کمسن جانثار

محمد گلفام منیر شہید

شہداء تحریک جہاد کی تعداد ہزاروں سے تجاوز کر چکی ہے۔ تذکار شہیداں کا یہ سلسلہ ان کا ذکر خیر قارئین مجلہ الحقیقہ تک پہنچانے کے لیے شروع کیا گیا ہے۔ آج جس شہید کے ذکر خیر سے ہم اس سلسلے کا آغاز کر رہے ہیں۔ ابتداء میں ان کے والد کے الفاظ سے کرتا ہوں جو انہوں نے ساہنی آزاد کشمیر کے مقام پر شہداء کشمیر کانفرنس میں کہے تھے۔ جب گلفام منیر شہید کے والد محترم محمد منیر صاحب کو دعوت خطاب دیا گیا تو کہنے لگے میں کوئی مقرر یا عالم نہیں ہوں کہ آپ کو تقریر سناؤں۔ صرف ایک بات بتانا چاہتا ہوں لوگ کہتے ہیں جس کا نوجوان بیٹا فوت ہو جائے اس کی کمر ٹوٹ جاتی ہے۔ مگر رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم! گلفام منیر کی شہادت سے میری کمر اور زیادہ مضبوط ہو گئی ہے اور باقی چار بیٹے بھی اسی رستے میں دین حق کی سربلندی کے لیے انشاء اللہ قربان کروں گا۔ دبلا پتلا جسم معصوم چہرہ شرمیلی طبیعت' اطاعت و فرمانبرداری کا پیکر' مجاہد ابن مجاہد محمد گلفام منیر شہید وہ خوش بخت مجاہد تھا کہ آج کے اس گئے گزرے دور میں جب کہ ہر کسی کی یہ تمنا ہوتی ہے' اولاد جوان ہو اور کمائی کر کے لائے لیکن اس کے برعکس محمد منیر صاحب اپنے بیٹے کو خود ٹریننگ سنٹر میں پہنچا کر گئے اور مجھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دور یاد آ گیا۔ جب میں نے منیر بھائی سے کہا کہ یہ آپ کا سب سے بڑا بیٹا ہے۔ آپ کا اس طرف خیال نہیں گیا کہ آپ کا ہاتھ بٹاتا' کمائی کرتا تو منیر بھائی کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اسی کے رستے میں قربان کروں۔ اس سے بڑھ کر اور کمائی کیا ہو سکتی ہے۔

وقت گزرتا گیا اور گلفام منیر شہید نے کمانڈو ٹریننگ مکمل کر لی۔ اس کی ڈیوٹی لگ گئی۔ جب محمد منیر صاحب کو پتا چلا تو آ کر کمانڈر صاحب سے کہنے لگے آپ میرے بیٹے کو جلد از جلد محاذ پر بھیجیں۔ تاکہ اپنی آنکھوں سے اسے ایک غازی کی صورت میں دیکھ سکوں تو ان کے اصرار پر گلفام منیر کو ساہنی سیکٹر میں بارڈر ایکشن ٹیم میں شامل کر دیا گیا اور انہوں نے باقاعدہ طور پر کارروائیاں شروع کر دیں۔ ایک رات جبکہ گلفام منیر شہید کمانڈر امیر حمزہ کی قیادت میں اپنے باقی ساتھیوں کمانڈر سیف اللہ خالد شہید' حاجی ذوالفقار حیدر شہید' سید امین الحسین بخاری شہید اور منصور خان کے ہمراہ دشمن کے ایریا سے

> جب تک نہ جلیں دیپ شہیدوں کے لہو سے
> کہتے ہیں کہ جنت میں چراغاں نہیں ہوتا

صبح دس بجے سے لیکر اڑھائی بجے تک جاری رہنے والی اس جھڑپ میں 42 بھارتی فوجیوں کو جہنم واصل کر کے یارسول اللہ کے نعروں کی گونج میں محمد گلفام منیر جام شہادت نوش کر گئے

واپس آرہے تھے تو صبح کی روشنی پھیل چکی تھی اور راستہ ابھی باقی تھا۔ آپس میں مشورہ کیا گیا کہ یہیں کوئی پناہ گاہ تلاش کرتے ہیں دن اسی میں گزاریں گے اور اگلی رات کو نکلیں گے لیکن جب سورج نکلا اور لوگ باہر نکلنے لگے تو پتا چلا ہم جس جگہ چھپے ہوئے ہیں یہ محفوظ نہیں ہے اور نقصان کا خطرہ ہے۔ لہٰذا بارڈر کراس کر کے واپس جانا چاہیے۔ آہستہ آہستہ واپسی کا سفر شروع ہوا۔ سب ایک ایک کر کے دشمن کی پوسٹ کو کراس کر گئے۔ جب ذوالفقار حیدر گزرنے لگے تو ان کا پاؤں پھسل گیا۔ گن پتھر پر لگنے سے آواز پیدا ہوئی جس پر دشمن نے فائر کھول دیا۔ فائرنگ سے کمانڈر امیر حمزہ زخمی ہو کر گر گئے اور باقی ساتھیوں نے کفار کا مقابلہ شروع کر دیا اور دشمن کو بھاگ کر مورچوں میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ جب بزدل ہندو فوجی بھاگ کر مورچے میں داخل ہوئے تو منصور خان نے R-P-G-7 کا گولہ مورچہ پر داغ دیا۔ جس سے کئی فوجی جہنم واصل ہو گئے جو بچ گئے باہر نکل کر بھاگے۔ انہیں مجاہدین کی کلاشنکوفوں نے چاٹنا شروع کر دیا۔ یہ منظر دیکھ کر منصور خان نے کہا چلو نکل چلیں۔ دشمن بھاگ رہا ہے اور نکلنا آسان ہے تو کمانڈر سیف اللہ خالد فرمانے لگے کب سے معرکے کے وقت کا انتظار تھا۔ اب آ ہی گیا ہے تو ہم کیوں نکلیں۔ اب اللہ تعالیٰ کا دیدار کر کے ہی جائیں گے۔ آپ حمزہ بھائی کو اٹھا کر لے جاؤ وہ زخمی ہیں اور ہم آخری وقت تک لڑیں گے۔ یہ بات سن کر باقی ساتھیوں نے نعرہ لگانے شروع کر دیے۔

غلام ہیں غلام ہیں رسول کے غلام ہیں

غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے

اتنے میں انڈین آرمی کی اور نفری بھی پہنچ گئی اور میدان کارزار ایک مرتبہ پھر گرم ہو گیا۔ ہندو فوجی مورچوں میں چھپ کر فائر کر رہے تھے اور عشاق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کھلے آسمان تلے یا رسول اللہ کے نعروں کی گونج میں نواسہ رسول ؐ کی کربلا والی سنت کو زندہ کر رہے تھے۔ صبح دس بجے سے لیکر اڑھائی بجے تک جاری رہنے والی اس جھڑپ میں 42 بھارتی فوجیوں کو جہنم واصل کر کے یارسول اللہ کے نعروں کی گونج میں محمد گلفام منیر جام شہادت نوش کر گئے۔ تحریک جہاد 111 بریگیڈ کے امور شہداء کے ذمہ داران جب پیغام شہادت لے کر محمد منیر صاحب کے پاس پہنچے اور شہادت کے فضائل سنانے لگے تو گلفام منیر شہید کے والد محمد منیر صاحب فرمانے لگے۔ آپ شہادت کے فضائل کی بجائے اصل واقعہ سنائیں۔ میں تو کب سے دعائیں کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہید کا والد ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام ساتھیوں کو مبارکباد دینے لگے۔

گلفام منیر شہید ولد محمد منیر سکنہ کھڈیاں ضلع قصور کے رہنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ شہید کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کے نیک طینت والدین کو دین و دنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور ملت اسلامیہ کے تمام نوجوانوں کے والدین کو ان کے والدین جیسا عزم اور حوصلہ عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فائرنگ سے کمانڈر امیر حمزہ زخمی ہو کر گر گئے اور باقی ساتھیوں نے کفار کا مقابلہ شروع کر دیا اور دشمن کو بھاگ کر مورچوں میں گھسنے پر مجبور کر دیا۔ جب بزدل ہندو فوجی بھاگ کر مورچوں میں داخل ہوئے تو منصور خان نے R-P-G-7 کا گولہ مورچہ پر داغ دیا۔ جس سے کئی فوجی جہنم واصل ہو گئے

رپورٹ: محمد سہیل انجم چوہدری

منزل بہ منزل

شیران اسلام ضلع نارووال کی تنظیم سازی

ضلع نارووال میں شیران اسلام کی تنظیم سازی کا کام تیزی سے جاری ہے۔ شیر دین اسلام کی سربلندی اور بقاء کیلئے دن رات سرگرم عمل ہیں۔ اپنے امیر ضلع نارووال جناب محترم رانا عطاء الحق صاحب کے احکامات کو عملی جامہ پہناتے ہوئے کامیابیوں کی منازل طے کر رہے ہیں۔

شیران اسلام کی تربیت اور نوجوانوں میں عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بجھتی ہوئی شمع کو روشن کرنے کے سلسلے میں پچھلے دنوں بمقام نقش لاثانی نگر (مرکزی دفتر شیران اسلام) شکرگڑھ میں ایک محفل معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد کیا گیا۔ صدارت کے فرائض مفکر اسلام عالم باعمل حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے سرانجام دیئے۔ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں خصوصی خطاب مفتی اعظم پاکستان جناب حضرت علامہ مولانا غلام قمر الدین سیالوی صاحب کا تھا' ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس محفل میں مرکزی امیر شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد صاحب آف سیالکوٹ بھی جلوہ افروز تھے۔

جلسے کی کارروائی تقریباً ۱۰ بجے دن شروع ہوئی۔ نقابت کے فرائض شکر گڑھ کی پہچان' نوجوانوں کے دلوں کی دھڑکن' مایہ ناز فاضل نوجوان جناب غلام مصطفیٰ مجددی صاحب نے سرانجام دیئے۔ جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور پاکستان کے مشہور و معروف نعت خواں حضرات نے بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں عقیدت کے پھول نچھاور کئے۔

اس محفل کی خاص بات شیران اسلام ضلع نارووال کے عہدیداران کی حلف برداری تھی۔ مفکر اسلام' عالم باعمل' بانی شیران اسلام عزت مآب حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے جن عہدیداران سے حلف لیا ان کے نام اور عہدے درج ذیل ہیں۔

امیر ضلع نارووال	جناب رانا عطاء الحق صاحب
نائب امیر	سعید احمد عامر نقشبندی صاحب
ناظم اعلیٰ	محمد سہیل انجم صاحب
نائب ناظم	حافظ سہیل انجم صاحب
ناظم مالیات' نشرواشاعت	جناب محمد نعیم صاحب

اس سے پہلے جناب حافظ اعجاز حسین اعجاز صاحب نے قبلہ مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کا لکھا ہوا شیران اسلام کا ترانہ (جاگو شیران اسلام اٹھو شیران اسلام) پڑھا۔

مرکزی امیر شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد نے اپنے بیان میں ملکی اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے مسائل کا ذکر کیا اور دنیا میں جہادی تنظیموں کی کارکردگی پر مکمل اعداد و شمار کے ساتھ روشنی ڈالی' اور اس بات پر زور دیا کہ اس وقت عالم اسلام میں مکمل اتحاد اور اتفاق ہونا چاہیے تا کہ باطل کے خطرناک عزائم کا مقابلہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ انہوں نے شیران اسلام کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی اور اس کی غرض و غایت کیا ہے یہ بھی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

آخر میں' مہمان خصوصی مفتی اعظم پاکستان جناب غلام قمر

الدین سیالوی صاحب نے اپنا بیان شروع کیا انہوں نے سرور کائنات کی شان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں منائی جانے والی محفلوں کی اہمیت اور معراج شریف کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور اہلیان شکر گڑھ کو شیران اسلام تنظیم کے قیام اور اس شاندار جلسے کی کامیابی پر مبارکباد پیش کی۔

یاد رہے کہ اس پروگرام میں زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے افراد اور بہت سے علماء کرام نے کثیر تعداد میں شرکت کی شیران اسلام ضلع نارووال نے سیکورٹی اور نظم وضبط کا مثالی اہتمام کیا تھا۔ جلسے کی کارروائی ڈیڑھ بجے اختتام کو پہنچی۔

علاوہ ازیں مرکزی دفتر شیران اسلام پاکستان نقش لاثانی نگر میں ایک اجلاس میں ہوا۔ صدارت کے فرائض امیر شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد نے انجام دیئے۔ امیر شیران اسلام ضلع نارووال نے تلاوت کلام پاک کی اور اپنی میٹھی آواز میں بارگاہ رسالت میں ہدیہ نعت پیش کیا۔

اس اجلاس میں پچھلے پروگراموں کی کارکردگی آئندہ لائحہ عمل کے بارے میں گفتگو اور ریکارڈ اور فنڈز کے متعلق فیصلہ جات ہوئے۔

امیر محترم شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد صاحب نے فرمایا کہ شیران اسلام ایک سکول آف تھاٹ School of Thought ہے۔ نیز ہمارے پاس جو روپے ہیں یہ لوگوں کی امانت ہی نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت ہیں اس ریکارڈ میں کمی بیشی (بددیانتی) روز محشر ہماری پکڑ کا باعث بن سکتی ہے۔

شیران اسلام کانفرنس ڈسکہ

ڈسکہ میں شیران اسلام کے دفتر کے افتتاح کے موقع پر شیران اسلام ڈسکہ کی طرف سے ایک عظیم الشان شیران اسلام کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ کانفرنس کی صدارت شیران اسلام پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے کی۔ مہمان خصوصی ڈسکہ کے عظیم المرتبت عالم دین مولانا معین الدین صاحب قبلہ تھے مقامی علماء کرام اور نعت خوانان حضرات کی بڑی تعداد اس موقع پر موجود تھی۔ ڈسکہ کے نوجوانوں کی ایک کثیر تعداد کانفرنس کی رونق کو دوبالا کیے ہوئے تھی۔ علامہ اکبر علی خان قادری چیئرمین الخاتم ٹرسٹ نے کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے موجودہ حالات کے تناظر میں شیران اسلام پاکستان کی ضرورت و اہمیت پر خوبصورت انداز میں روشنی ڈالی انہوں نے کہا کہ اہل سنت کا طرۂ امتیاز ہمیشہ سے یہ رہا ہے کہ مقام الوہیت ہو یا مقام رسالت ہو یا مقام ولایت وہ کسی بھی بارگاہ میں ادنیٰ سی گستاخی یا بے ادبی کو برداشت نہیں کرتے۔ کتاب وسنت دین کا سرچشمہ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم دین کا معیار ہیں۔ تقلید ائمہ کے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے کے مطابق دین کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ممکن نہیں صوفیاء کرام ہمارے وہ عظیم محسن ہیں جن کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے دیار ہند کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ آج بعض جماعتیں اور گروہ مسلمانوں کو اندرونی طور پر سازشوں میں الجھا کر انہیں اغیار کی غلامی کے قعر مذلت میں گرا دینا چاہتے ہیں کچھ لوگ تقلید ائمہ کو گمراہی قرار دے رہے ہیں یہ بدبخت لوگ امت کو تقلید کے راستے سے ہٹا کر اسے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے طریقے سے محروم کرنا چاہتے ہیں مرکزی امیر شیران اسلام پاکستان جناب شجاعت علی مجاہد نے اپنے مخصوص انداز میں امت مسلمہ کے خلاف ہونے والی اندرونی اور بیرونی سازشوں کا تجزیہ پیش کیا اور بڑے جامع انداز میں شیران اسلام کے اغراض و مقاصد کو بیان کیا۔

انہوں نے کہا کہ مغربی ممالک کی سرپرستی میں چلنے والی این جی اوز ہمارے معاشرے کیلئے ایک ناسور بن چکی ہیں سرپرست اعلیٰ شیران اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حافظ سعید اور اس کا ٹولہ دعوت و ارشاد کے نام سے پاکستانی عوام پر ایک اندرونی جنگ مسلط کرنے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ یہ اسلحہ کی سرعام نمائش کرتے ہیں۔ صوفیاء کرام کی ذوات قدسیہ پر رقیق حملے کرنا ان کے مجلۃ الدعوۃ کا محبوب مشغلہ بن چکا ہے وہ بزرگان دین جنہوں نے سرزمین ہند میں شمع توحید کو فروزاں کیا۔ آج ان کے بارے میں جہاد کا پرچار کرنے کے نام پر زبانیں بے باک کی جا رہی ہیں۔ حافظ سعید اور اس کا ٹولہ قوم کو اس مغالطے میں ڈالنے کی ناپاک کوشش کر رہا ہے کہ خواجہ اجمیریؒ داتا گنج بخش علی ہجویریؒ اور غوث اعظمؒ سمیت تمام صوفیاء کرام نے ہندووانہ نظریات اور مشرکانہ افکار کی تبلیغ کی ہے۔

لاریب اوجِ برجِ ولایت
علی حسین

شہنشاہِ ولایت اعلیٰ حضرت پیر سید علی حسین شاہ صاحب نقش لاثانی علی پوری قدس سرہ یکم ذوالحجہ ۱۴۰۷ھ (۲۷ جولائی ۱۹۸۷ھ) کو ہوا۔ امسال بھی ۲ ذوالحجہ کو چودھواں عرس شہنشاہ ولایت، نقش لاثانی نگر شکر گڑھ میں سجادہ نشین دربار لاثانی اعلیٰ حضرت پیر سید ظفر اقبال شاہ صاحب (دامت برکاتہم العالیہ) کے زیر صدارت ہو رہا ہے۔ اس مناسبت سے پاکستان کی ایک عظیم نعت گو اور نعت خواں شخصیت حضرت محمد اعظم چشتی علیہ الرحمۃ کا کلام پیش کیا جا رہا ہے۔

لاریب اوج برج ولایت علی حسین — سرتا قدم محبت و شفقت علی حسین
جب سے گئے دلوں کے گلستان اجڑ گئے — اب وہ کہاں ہے پھولوں کی رنگت علی حسین
صبحیں اداس ہیں مری شامیں اداس ہیں — بے چین کر گئی تری فرقت علی حسین
جو تجھ کو دیکھ دیکھ کے جیتے تھے رات دن — آ دیکھ ان غلاموں کی حالت علی حسین
اک بار خواب ہی میں زیارت نصیب ہو — پھر ایک بار دیکھ لوں صورت علی حسین
تجھ سے بچھڑ کے گو وہ مزا تو نہیں رہا — لیکن ہے سامنے تری عترت علی حسین

اعظم پہ عمر بھر تری چشم کرم رہی
بھولے گی کیسے یہ تری رحمت علی حسین

جناب اعظم چشتی صاحب

نوٹ: یہ منظوم نذرانہ عقیدت، نقش لاثانی کانفرنس جناح ہال لاہور منعقدہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء میں پیش کیا گیا۔